بسم اللہ الرحمن الرحیم

Shia Books PDF منظر ایلیاء

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

حضرت امام حسینؑ پر گریہ و زاری

کُتبِ اہلِ سنّت سے

حُسینؑ

مولف

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا ڈاکٹر میرزا شبیر علی شیرازی

حیدرآباد – ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام حسینؑ پر گریہ و زاری

کُتبِ اہلِ سنّت سے

﴿ مولّف ﴾

حجتہ الاسلام والمسلمین مولانا ڈاکٹر میرزا شبیر علی شیرازی

حیدرآباد۔ہند

﴿ ناشر ﴾

نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ۔ دہلی نو، ہند

مشخصاتِ کتاب

نام کتاب : حضرت امام حسینؑ پر گریہ و زاری کُتبِ اہلِ سنّت سے

موئف : حجتہ الاسلام والمسلمین مولانا ڈاکٹر میرزا شبیر علی شیرازی

تقریظ: حجتہ الاسلام والمسلمین آقای رضا شاکری رئیس نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ ہند

سن اشاعت : ۲۰۲۲

تعداد : ۵۰۰

کمپوزنگ : آقای حسین علی

قیمت : ۱۵۰

ناشر : نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ دہلی نو۔ ہند

mshabbirshirazi@gmail.com

فہرست

مطالب — **صفحہ**

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ :

آپ کے ہاتھوں میں موجودہ کتاب منابع اہل سنت میں حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ کے موضوع پر لکھی گئی ہے، جس کو حجۃ الاسلام محترم ڈاکٹر شبیر شیرازی نے تحریر کیا ہے اس میں انھوں نے حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی عزاداری و ماتم داری پر، برادران اہل سنت کی کتابوں سے استناد کیا ہے جو فریقین کو نزدیک کرنے کا ایک بہترین کارنامہ ہے انھوں نے کتاب کے مطالب کو سادہ اور سلیس اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ امام حسین علیہ السلام پر انبیاء علیہم السلام اور آئمہ علیہم السلام کا گریہ۔

۲۔ منابع اہل سنت میں امام حسین علیہ السلام کی عزاداری۔

۳۔ برصغیر اور جنوب مشرقی ایشیا میں عزاداری۔

نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ ہند نے مولف کی تشویق، ترغیب اور حوصلہ افزائی کے ضمن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کی ثقافت اور ترویج عزاء کے لئے اس کتاب کے نشر و اشاعت کا ایک چھوٹا سا قدم اٹھایا ہے جس پر ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی شفاعت اور اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی عنایات و توجہات کے طلبگار ہیں۔

رضا شاکری

رئیس نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ ہندوستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ مولف :

رونا ایک طبعی، فطری عمل ہے جو انسان میں فطرتاً اور عادتاً موجود ہے۔ جس عمل سے انبیائے الٰہیؑ، پیغمبر اکرم ﷺ اور ائمہ معصومین علیہم السلام اور اولیائے الٰہی بھی مختلف حالات میں سروکار رکھتے تھے۔ پیغمبر اکرمؐ کے اصحاب بھی اس فطری قانون سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ وہ بھی اپنے غموں کا اظہار آنسو بہا کر اور خوشی کا اظہار مسکرا کر ہی کیا کرتا تھے۔

علماء نے رونے کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہیں۔ خوف سے رونا: اس قسم کا رونا اکثر بچوں میں موجود ہوتا ہے اور حقیقت میں بچہ رو کر اپنے خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ ترس میں رونا: یہ دو اقسام کا ہوتا ہے: پہلا "قدرتی" جو کہ بہت موثر اور حوصلہ افزا ہے۔ اس بچے کی فریاد کی طرح جس نے اپنے والدین کو کھو دیا ہے۔ دوسرا "مصنوعی" جو ظاہری طور پر دوسروں کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ وہ پریشان اور اداس ہے۔ غم میں رونا: یہ فریاد کو ظاہر کرتا ہے جو اندر میں پایا جاتا ہے۔ اس قسم کے رونے کا مثبت پہلو

اندرونی کیفیت کا ظاہر کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان جب رو کر اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے تو وہ اپنے آپ میں آرام و سکون محسوس کرتا ہے۔ خوشی میں رونا: اس قسم کے رونے کا تعلق دل سے ہوتا ہے، جو اکثر کسی موضوع کے بارے میں مایوسی اور ناامیدی کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ تقویٰ اور روحانی بلندی کے لئے رونا: یہ ایسا رونا ہے جو بے بسی، ندامت، تکلیف، توبہ اور خدا سے محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ فریاد روح کو پاک کرتی ہے اور خدا کے قرب کا مرحلہ طے کرتی ہے۔ جس سے انسان کو تقویٰ اور روحانی طاقت عطا ہوتی ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام پر رونا خود کے اخلاق پر اور سماج پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

شیعہ ثقافتی اعتبار سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ نہ صرف روح کی سربلندی اور ترقی کا سبب بنتا ہے بلکہ معرفت خدا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی ہے اور سماجی اعتبار سے حضرت امام حسینؑ پر گریہ ایک اخلاقی تحریک ہے۔ یقینی طور پر، یہ دکھ اور غم، انسان کی اندرونی تبدیلی کا سبب بننے کے بعد، سماجی تبدیلی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جو تقویٰ کی نشو و نما کی سمت میں روحانیت کے لئے رونا ہے جو ایک شخص کو اپنی اخلاقی اور ذاتی خوبیوں پر غور و فکر کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یقینا یہ داخلی تبدیلی اسلام کے بلند مقاصد کے مطابق معاشرے کی تعمیر کی راہ ہموار کرے گی۔ روزمرّہ کی

زندگی میں اس قسم کے رونے کا اثر بہت واضح ہے کیونکہ یہ انسان کو اسکے مقصدِ تخلیق کے قریب لاتا ہے جو کہ خدا کی بندگی ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں خداے تعالیٰ کی یاد کو زندہ رکھتا ہے۔

قرآن مجید رونے کو مومن کی نشانی کے عنوان سے یاد کرتا ہے، ارشاد ہو رہا ہے:

وَ إِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ[1]

"اور جب اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے"

آج دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں، وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے احسان مند ہیں کہ جنکی وجہ سے انسانیت کا وقار بچ گیا، نماز بچ گئی، قرآن بچ گیا، حلال و حرام کی تمیز باقی رہ گئی۔ حضرت امام حسینؑ پر رونا سرچشمہ عزت و وقار ہے، یہ بزدلی کا رونا نہیں بلکہ شجاعت کے لئے گریہ ہے، یہ ناامیدی و حسرت کا رونا نہیں بلکہ معرفت کے لئے گریہ ہے، غیرتِ انسانی کا رونا ہے، آنکھوں سے گرنے والا ہر آنسو دلیلِ عشقِ امامؑ ہے، مظلوم سے

---

[1] سورۂ مائدہ (۵)، آیت ۸۳

محبت اور ظالم سے نفرت اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہمیشہ ہی سے مظلوموں کے ساتھ ہے، کیونکہ ظالم کا ساتھ دینے والا ظالموں کے زمرے میں آجاتا ہے۔ جن مقامات پر رونے کی تاکید کی گئی وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ ہے، جو ایک عظیم عبادت کا ثواب رکھتا ہے۔ اور اس کے علاوہ روحانی دردوں کا علاج اور انسان کو توبہ و مغفرت کے لئے تیار کرتا ہے، نیز خداوند عالم کی رحمت واسعہ تک پہونچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

مصائبِ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سن کر گریہ کرنے کا ایک ہی ہدف ہوتا ہے: "اے کاش! میں بھی آپ علیہ السلام کے ہمراہ ہوتا اور آپؑ پر قربان ہو کر اس عظیم مقام کو پالیتا"۔ شہداء کا غم نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر حمزہؑ کی شہادت پر گریہ نہ فرماتے۔ اور شہید کی شہادت پر اگر خوشی منانے کا حکم ہوتا تو جبرئیل امین سے شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر سنکر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی کا اظہار فرماتے جبکہ احادیث گواہ ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا: حضرت امامؑ کی شہادت پر زمین نے گریہ کیا، آسمان نے گریہ کیا، جنات نے گریہ کیا، شجر نے گریہ کیا، حجر نے گریہ کیا، چرند و پرند نے گریہ کیا، حیوانات نے گریہ کیا اور روزِ عاشور کے بعد جس پتھر کو اٹھایا جاتا اسکے نیچے سے خون نکلتا تھا۔

کربلا کے واقعہ کو مختلف طریقوں سے زندہ رکھنے کے بارے میں ائمہ معصومین علیہم السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ کی تاکید

فرمائی اور شاعروں کو مرثیہ اور نوحہ پڑھنے کی طرف توجہ کروائی، اور پھر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ترغیب دلائی۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ) کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: علیؑ ان کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تلاش میں نکلے تو انہیں پانی پینے کی جگہ پر پایا اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے گھر واپس لے آنا[2]

جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بابا حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی جدائی میں اتنا گریہ کیا کہ آپؑ اپنی آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے۔ یاد رہے جناب یوسفؑ قتل نہیں ہوئے تھے پھر بھی آپ علیہ السلام چالیس سال تک روتے رہے، مگر یہاں کربلا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوسف یعنی امام حسینؑ پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم کا کیا عالم ہوا ہوگا! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو نواسوں کی گرمی برداشت نہ ہوئی، آہ کربلا کی پیاس اور یزیدیوں کا ظلم و ستم کیسے برداشت کیا ہوگا!

---

[2] حاکم نیشاپوری، مستدرک ــ جلد ۳ - صفحہ ۱۸۰ - حدیث ۴۷۷۴

جب سے پہلے بشر حضرت آدم علیہ السلام نے اس دنیا میں قدم رکھا ہے اسی وقت سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور آپ پر گریہ وزاری کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے اور یہ تذکرہ اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور تک جاری رہا۔ انبیاء علیہم السلام نے قبل از واقعہ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سن کر گریہ کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری ایک ایسی عبادت ہے جسے انجام دینے میں بہت زیادہ ثواب ملتا ہے اور اس سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر حقیر "حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری" علم دوست افراد کے لیے اہل سنّت کی معتبر کتب سے مدلل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ کتاب ایک مقدّمہ اور تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ **فصل اوّل** میں انبیاء علیہم السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام اور بزرگ شخصیتوں کی حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری کو مستند حوالہ جات کے ساتھ اور **فصل دوم** میں حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری کو اہل سنّت کی معتبر کتب سے مدلل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ اور **فصل سوم** میں برصغیر اور جنوب مشرقی ایشیا میں عزاداری کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

میں حجۃ الاسلام والمسلمین آقای رضا شاکری رئیس نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ ہندوستان کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تقریظ لکھی اور دفتر جامعۃ المصطفیٰ۔ دہلی نو سے کتاب کی اشاعت فرمائی، امید کرتا ہوں یہ کتاب سب ہی حقیقت پسند مسلمانوں کے مطالعہ میں اضافہ کا سبب بنے گی۔ اور اللہ تعالی آخرت میں شفاعت محمد وآل محمد علیہم السلام ہمارے لیے نصیب فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر میرزا شبیر علی شیرازی

فصل اوّل

حضرت امام حسینؑ پر انبیاءؑ اور چہاردہ معصومینؑ کا گریہ

الف :-

انبیاء علیہم السلام کا حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ

علامہ شوشتری لکھتے ہیں کہ: کربلا میں داخل ہونا ہی غم و حزن کا سبب بنتا ہے، جیسا کہ تمام انبیاء کے ساتھ واقع ہوا تھا۔ روایت ہے کہ: تمام انبیاء کو کربلا کی زیارت اور وہاں پر قیام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اور انھوں نے زمین کربلا سے مخاطب ہو کر کہا کہ: اے زمین تم ایک خیر و برکت مکان ہو، اس لیے کہ تم میں آسمان امامت کا روشن چاند دفن ہوگا۔[۳]

حضرت آدم علیہ السلام کا گریہ

سب سے پہلے پیغمبرؑ جن کے سامنے جبرائیلؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کا تذکرہ کیا وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ پھر جب حضرت آدمؑ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء گرامی کو عرش پروردگار پر مشاہدہ کیا تو جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا انھیں پڑھو:

"یَا حَمِیدُ بِحَقِّ مُحَمَّد یَا عَالِی بِحَقِّ عَلِی یَا فَاطِرُ بِحَقِّ فَاطِمَة یَا مُحْسِنُ بِحَقِّ الْحَسَنْ وَ الْحُسَیْنِ وَ مِنْکَ الْاِحْسَان"

---

[۳] بحار الانوار، ج ۴۴ ص ۳۰۱، ح ۱۰

جب امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی حضرت آدمؑ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تو ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا ان کا دل غمگین ہو گیا جبرائیلؑ سے کہنے لگے: کیوں اس نام کو زبان پر جاری کرنے سے میرا دل غمگین ہو گیا ہے اور میری آنکھ سے آنسو بھی جاری ہو گئے ہیں؟ جبرائیلؑ نے کہا: آپ کے اس فرزند اور خانوادہ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے؛ جو سب کے سب اللہ کی راہ میں اپنی شہادت کو پیش کریں گے۔ حضرت آدمؑ نے سوال کیا: وہ مصیبتیں کیا ہوں گی؟ جبرائیلؑ نے کہا: آپ کا یہ فرزند پیاسہ، غربت کے عالم میں حامی و ناصر کے بغیر شہید کر دیا جائے گا۔ اے آدمؑ! کاش آپ اسے اس وقت دیکھیں کہ وہ کہے "وا عطشاہ واقلۃ ناصراہ" کی فریاد کرے گا اور پیاس اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح حائل ہو جائے گی۔ کوئی بھی تلوار کے سوا اس کا جواب دینے والا نہ ہو گا اور پھر گوسفند کی طرح ان کا سر پشت گردن سے جدا کر دیا جائے گا ان کے دشمن ان کے اموال کو غارت کریں گے ان کے سروں کو ان کے غمزدہ اہل و عیال کے ساتھ شہر شہر پھرائیں گے یہ سب کچھ حق متعال کے علم میں ہے۔ ان مصائب کے ذکر سے حضرت آدمؑ اور جبرائیلؑ اسی طرح روئے جس طرح باپ جوان بیٹے کے مرنے پر روتا ہے[4]

[4] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۴۵، بہ نقل از کتاب "الدر الثمین فی اسرار الانزع البطین" اثر شیخ تقی الدین (۹۵۵ق)

حضرت آدم علیہ السلام جس وقت زمین پر تشریف لائے جناب حواؑ کو ڈھونڈتے ہوئے زمین کربلا پر جا پہونچے وہاں آپ کا دل مغموم ہوا آپ نے بے ساختہ گریہ کیا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے مقام پر پہونچے پر حضرت آدم علیہ السلام کے پیر لرزنے لگے اور آپ علیہ السلام زمین پر گر گئے پھر آپ علیہ السلام کے پیر سے خون جاری ہوا، آپؑ نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور خدا کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگارا: کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی میں زمین کے ہر خطے سے گذرا لیکن یہ کیسی مصیبت والی زمین ہے؟ وحی پروردگار نازل ہوئی کہا: اے آدمؑ آپ سے کوئی خطا سرزرد نہیں ہوئی ہے لیکن اس مقام پر آپؑ کے فرزند امام حسین علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت واقع ہو گی .... آپؑ نے عرض کیا، میرے فرزند کا قاتل کون ہو گا؟ وحی آئی وہ زمین اور آسمان کا ملعون یزید ہے۔ پھر آدمؑ نے جبرئیلؑ سے کہا میں اس قاتل کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ جبرئیلؑ نے کہا اس قاتل پر آپؑ لعنت بھیجے، پھر آدم علیہ السلام نے چار مرتبہ یزید پر لعنت بھیجی اور وہاں سے آپ علیہ السلام عرفات کی جانب روانہ ہو گئے وہاں آپکی ملاقات جناب حواؑ سے ہوئی۔[5]

[5] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار ج ۴۴/۴۴/۲۴۲ ح ۳۷

أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وآله أنه قال: لما أراد الله أن يهلك قوم نوح أوحى إليه أن شق ألواح الساج، فلما شقها لم يدر ما يصنع بها. فهبط جبرئيل فأراه هيئة السفينة ومعه تابوت بها مائة ألف مسمار وتسعة وعشرون ألف مسمار فسمر بالمسامير كلها السفينة إلى أن بقيت خمسة مسامير فضرب بيده إلى مسمار فأشرق بيده، وأضاء كما يضيئ الكوكب الدري في أفق السماء فتحير نوح، فأنطق الله المسمار بلسان طلق ذلق: أنا على اسم خير الأنبياء محمد بن عبد الله صلى الله عليه وآله، فهبط جبرئيل فقال له: يا جبرئيل ما هذا المسمار الذي ما رأيت مثله؟ فقال: هذا باسم سيد الأنبياء محمد بن عبد الله اسمره على أولها على جانب السفينة الأيمن، ثم ضرب بيده إلى مسمار ثان فأشرق وأنار فقال نوح: وما هذا المسمار؟ فقال: هذا مسمار أخيه وابن عمه سيد الأوصياء علي بن أبي طالب فأسمره على جانب السفينة الأيسر في أولها، ثم ضرب بيده إلى مسمار ثالث فزهر وأشرق وأنار فقال جبرئيل: هذا مسمار فاطمة فأسمره إلى جانب مسمار أبيها، ثم ضرب بيده إلى مسمار رابع فزهر وأنار، فقال جبرئيل: هذا مسمار الحسن فأسمره إلى جانب مسمار أبيه، ثم ضرب بيده إلى مسمار خامس فزهر وأنار وأظهر النداوة فقال جبرئيل: هذا مسمار الحسين فأسمره إلى جانب مسمار أبيه، فقال نوح: يا جبرئيل ما هذه النداوة؟ فقال: هذا الدم فذكر قصة الحسين عليه السلام وما تعمل الأمة به، فلعن الله قاتله وظالمه وخاذله.[6]

انس بن مالک نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت پیغمبر اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جب خداوند متعال نے حضرت نوحؑ کی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نوحؑ کو دستور دیا کہ جبرائیلؑ کی نظارت میں کشتی بنائیں

[6] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴ ص ۲۳۰ از مکتبہ شیعہ آن لائن

اور اس کشتی میں استعمال ہونے والی ایک ہزار کیلیں جبرائیلؑ نے حضرت نوحؑ کو دیں اور حضرت نوحؑ نے ان تمام کیلوں کو کشتی بنانے میں استعمال کیا جب آخری پانچ کیلیں باقی بچیں تو جب حضرت نوحؑ نے انھیں لگانے کا ارادہ کیا اور اُن میں سے ایک کیل کو اس مقصد سے ہاتھ میں لیا تو اچانک اس سے درخشندہ ستاروں کی مانند نور نکلنے لگا حضرت نوحؑ یہ ماجرا دیکھ کر حیران ہو گئے۔ حضرت نوحؑ نے کہا: اے جبرائیلؑ اس کیل کا کیا ماجرا ہے میں نے آج تک ایسی کیل نہیں دیکھی۔ جبرائیلؑ نے جواب دیا یہ کیل خاتم الانبیاءؐ کے نام نامی سے منسوب ہے اسے کشتی کی دائیں جانب نصب کریں۔ حضرت نوحؑ نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر دوسرے کیل کو نصب کرنے کے لیے اٹھایا تو اس کیل سے بھی ایک نور بلند ہوا، حضرت نوحؑ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب ملا: یہ کیل سید الانبیاءؐ کے چچازاد بھائی علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے نام سے منسوب ہے اسے کشتی کی بائیں جانب نصب کریں۔ حضرت نوحؑ نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر تیسری کیل نصب کرنے کے لیے اٹھائی اس سے بھی نور بلند ہوا تو جبرائیلؑ نے کہا یہ کیل آخری پیغمبرؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نام نامی سے منسوب ہے اسے انکے والد سے منسوب کیل کے ساتھ نصب کردیں حضرت نوحؑ نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر چوتھی کیل اٹھائی تو اس سے بھی نور بلند ہوا تو جبرائیل نے کہا یہ کیل حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے اسے ان کے والد گرامی کے نام سے منسوب کیل کے ساتھ نصب کریں لیکن جب حضرت نوحؑ نے پانچویں

کیل اٹھائی تو پہلے تو اس سے نور اٹھا لیکن جب حضرت نوحؑ نے اسے کشتی میں نصب کیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا: یہ کیل حضرت امام حسینؑ کے نام نامی سے منسوب ہے اور پھر جبرائیلؑ نے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا ماجرا بیان کیا اور آخری پیغمبر ﷺ کی امت کا پیغمبرؐ کے نواسے سے سلوک بیان کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام جس وقت کشتی میں سوار ہو کر ساری دنیا کی سیر کرتے ہوئے کربلا کی سرزمین پر پہونچے اور انکی کشتی بھنور میں جانے لگی تو آپ کو غرق ہونے کا ڈر محسوس ہوا، آپ نے پروردگار سے عرض کیا: خدایا میری کشتی کا ہر جگہ سے گذر ہوا لیکن اس زمین کی کیفیت ہی کچھ اور ہے! جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا: اے نوحؑ: یہ خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کے فرزند کے شہید ہونے کا مقام ہے۔ نوح علیہ السلام نے پوچھا انکا قاتل کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: وہ وہ ہوگا جس پر سات آسمان اور زمین کی لعنت ہے ۔ پھر نوح علیہ السلام نے یزید پر چار مرتبہ لعنت بھیجی، پھر آپ کشتی میں سوار ہو کر مقام جودی پر جا پہونچے[7]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گریہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گذر کربلا کی زمین سے ہوا تو آپکا گھوڑا مچل گیا اور آپ گھوڑے سے زمین پر گر گئے اور آپ کے سر پر چوٹ لگنے سے سر

[7] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار: ج ۴۴ / ۲۴۳ ح ۳۸

سے خون نکلنے لگا، آپ استغفار کرنے لگے اور خدا کی بارگاہ میں عرض کیا پروردگارا: کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے؟ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا: اے ابراہیم علیہ السلام آپ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوی لیکن اس زمین پر آپ علیہ السلام کے فرزند خاتم الانبیا ﷺ کا نواسہ اور علی علیہ السلام کا فرزند قتل ہوگا.....۔[8]

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا گریہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام نہر فرات کے کنارے اپنے حیوانوں کو چرانے میں مشغول تھے ایک دن ان کے چرواہے نے اُن سے کہا کہ چند دن سے جانور نہر فرات کا پانی نہیں پی رہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت اسماعیلؑ نے خداوند متعال سے اس کی علت دریافت کی تو جبرائیل نازل ہوئے اور کہا: اے اسماعیل آپ خود ہی اِن حیوانوں سے اس کی علت دریافت کریں وہ خود ہی آپ کو ماجرا سے آگاہ کریں گے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حیوانوں سے پوچھا کہ پانی کیوں نہیں پی رہے ہو؟

"فقالت بلسانٍ فصیح: قد بلغنا انّ ولدک الحسین(ع) سبط محمد یقتل هنا عطشاناً فنحن لانشرب من هذه المشرعة حزناً علیه"

[8] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار: ج ۴۴ / ۲۴۳ ح ۳۹
و سید موسیٰ جوادی، سوگنامہ آل محمد، ص ۳۴

حیوانات نے فصیح زبان میں کلام کرتے ہوئے کہا: کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس مقام پر آپ کے فرزند حسین علیہ السلام جو محمد مصطفیٰؐ کے نواسے ہیں اس مقام پر پیاسے شہید کردیے جائیں گے لہٰذا ہم بھی اُن کے حزن میں پانی نہیں پیا ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ نے اُن کے قاتلوں کے بارے میں سوال کیا؟ تو جواب ملا اُن کے قاتل پر تمام آسمان و زمین اور اس کی تمام مخلوقات اس پر لعنت کرتی ہیں۔ "فقال اسماعیلؑ اللھم العن قاتل الحسین" حضرت اسماعیلؑ نے کہا: خداوندا! اس کے قاتلوں پر لعنت بھیج۔[9]

حضرت سلیمان علیہ السلام کا گریہ

جب حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا میں اپنی سواری پر سوار ہو کر زمین کی گردش کرتے ہوئے سرزمین کربلا سے گذرے تو ہوا نے انکی سواری کو تین مرتبہ گرد باد میں پھنسا دیا اور قریب تھا کہ وہ گر جاتے۔ جب ہوا تھمی تو حضرت سلیمانؑ کی سواری کربلا کی سرزمین پر نیچے اتری۔ حضرتؑ نے سواری سے پوچھا کہ کیوں اس سرزمین پر رکی ہو؟

"فقالت ان ھنا یقتل الحسین فقال و من یکون الحسین فقالت سبط محمدِ المختار و ابن علی الکرّار"

۹ علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۴۴، ۲۴۳، ح ۳۹

اس نے کہا: اس سرزمین پر حسین علیہ السلام شہید کیے جائیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا: حسین علیہ السلام کون ہیں؟ جواب ملا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضی علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ پوچھا کون اُن سے جنگ کرے گا؟ جواب ملا آسمان و زمین کا ملعون ترین شخص یزید۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے اس پر لعنت بھیجی اور تمام جن وانس نے آمین کہی پھر حضرت سلیمانؑ کی سواری نے حرکت کی۔[10]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گریہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام یوشع بن نون کے ہمراہ بیابان میں سفر کر رہے تھے کہ جب وہ کربلا کی سرزمین پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوتے کا تسمہ کھل گیا اور ایک تین پہلوؤں والا کانٹا حضرت موسیٰؑ کے پاؤں میں پیوست ہوگیا جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیر سے خون جاری ہونے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: بارالہا! مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے؟ خداوند متعال نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی: اس جگہ پر حسین علیہ السلام شہید ہوں گے اور ان کا خون بہایا جائے گا تمہارا خون بھی ان کے ساتھ وابستگی کی خاطر جاری ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: بارالہا! حسین علیہ السلام کون ہیں؟ ارشاد ہوا: وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

۱۰ علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۴۴، ح ۴۲

نواسے اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے لخت جگر ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کی:

"یَا رَبِّ لِمَ فَضَّلْتَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ(ص) عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَضَّلْتُھُمْ لِعَشْرِ خِصَالٍ قَالَ مُوْسٰی وَ مَا تِلْکَ الْخِصَالُ الَّتِیْ یَعْمَلُوْنَھَا حَتّٰی آمُرَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَعْمَلُوْنَھَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی الصَّلٰوۃُ وَ الزَّکٰوۃُ وَ الصَّوْمُ وَ الْحَجُّ وَ الْجِھَادُ وَ الْجُمُعَۃُ وَ الْجَمَاعَۃُ وَ الْقُرْآنُ وَ الْعِلْمُ وَ الْعَاشُوْرَاءُ قَالَ مُوْسٰی(ع) یَا رَبِّ وَ مَا الْعَاشُوْرَاءُ قَالَ الْبُکَاءُ وَ التَّبَاکِیْ عَلٰی سِبْطِ مُحَمَّدٍ(ص) وَ الْمَرْثِیَۃُ وَ الْعَزَاءُ عَلٰی مُصِیْبَۃِ وُلْدِ الْمُصْطَفٰی یَا مُوْسٰی مَا مِنْ عَبْدٍ مِنْ عَبِیْدِیْ فِیْ ذٰلِکَ الزَّمَانِ بَکٰی اَوْ تَبَاکٰی وَ تَعَزّٰی عَلٰی وُلْدِ الْمُصْطَفٰی(ص) اِلَّا وَ کَانَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ثَابِتاً فِیْھَا وَ مَا مِنْ عَبْدٍ اَنْفَقَ مِنْ مَالِہٖ فِیْ مَحَبَّۃِ ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّہٖ طَعَاماً وَ غَیْرَ ذٰلِکَ دِرْھَماً اِلَّا وَ بَارَکْتُ لَہُ فِی الدَّارِ الدُّنْیَا الدِّرْھَمَ بِسَبْعِیْنَ دِرْھَماً وَ کَانَ مُعَافاً فِی الْجَنَّۃِ وَ غَفَرْتُ لَہُ ذُنُوْبَہُ وَ عِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ مَا مِنْ رَجُلٍ اَوْ امْرَاَۃٍ سَالَ دَمْعُ عَیْنَیْہِ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَ غَیْرِہٖ قَطْرَۃً وَاحِدَۃً اِلَّا وَ کُتِبَ لَہُ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ" [1]

اے میرے پروردگار! آخری نبی کی امت کو باقی نبیوں کی امتوں پر کیوں برتری دی؟ جواب ملا: ان میں دس خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے انھیں فضیلت دی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی وہ دس خصوصیات کیا ہیں مجھے بھی بتائیں تو میں بنی اسرائیل کو کہوں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نماز، زکات، روزہ، حج، جہاد، جمعہ و جماعت، قرآن، علم اور عاشورا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا خدایا عاشورا کیا

---

[1] میرزا حسین محدث نوری، مستدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۳۱۸

ہے؟ فرمایا: وہ رونا، عزاداری اور مرثیہ خوانی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کی مصیبت میں رونے کی صورت بنانا، اے موسیٰ میرے بندوں میں جو بھی اس زمانے میں گریہ اور عزاداری کرے گا اور فرزند مصطفیٰ کی مصیبت پر تعزیت دے گا اسے جنت جاودانی دونگا، اور جو بندہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنے مال کو خرچ کرے یا کھانا کھلائے گا اور کوئی کام کرے گا تو اس کے مال میں برکت دوں گا۔ اور ایک درہم کے عوض ستر برابر عطا کروں گا۔ اور اسے جنت میں عافیت دوں گا اور اس کے سارے گناہ معاف کردونگا۔ اور قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلالت کی، جس کسی مرد یا عورت کے آنکھوں سے ایک قطرۂ اشک حسینؑ پر نکلے گا عاشورا یا غیر عاشورا کو تو اسے سو شہید کا اجر دوں گا۔ منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ رب العزت میں بنی اسرائیل کی بخشش کی درخواست کی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰؑ! حسینؑ کے قاتل کے علاوہ جو بھی اپنے گناہوں کی مجھ سے معافی مانگے گا میں اسے معاف کردوں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی: اس کا قاتل کون ہے؟ خداوند متعال نے فرمایا: اس کا قاتل وہ ہے جس پر مچھلیاں دریاؤں میں، درندے بیابانوں میں، پرندے ہواؤں میں لعنت بھیجتے ہیں۔ اس کے جد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے کچھ ظالم اسے کربلا کی سرزمین پر شہید کردیں گے اور ان کا گھوڑا فریاد کرے گا۔

"اَلطَّاغِيَةُ الطَّاغِيَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِيِّهَا" [۱۲]

"فریاد ہے فریاد ہے امت مصطفیٰ ﷺ سے کہ جنھوں نے اپنے نبیؐ کے نواسہ کو قتل کر دیا۔"

پھر ان کے بدن کو غسل و کفن کے بغیر صحرا کی گرم ریت پر چھوڑ دیں گے اور ان کے اموال کو غارت کریں گے ان کے اہل و عیال کو قیدی بنالیں گے ان کے ساتھیوں کو بھی قتل کردیں گے اور ان کے سروں کو نیزوں پر بلند کرکے بازاروں اور گلیوں میں پھرائیں گے۔اے موسیٰؑ ! ان کے بعض بچے پیاس کی شدت سے مرجائیں گے ان کے بڑوں کے جسم کی کھال پیاس کی شدت سے سکڑ جائے گی وہ جس قدر بھی فریاد کریں گے،مدد طلب کریں گے،امان مانگیں گے کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں بڑھے گا اور انھیں امان نہیں دی جائے گی۔ حضرت موسیٰؑ نے روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو بلند کرکے۔یزید پر لعنت کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے دعا کی اور یوشع بن نون نے آمین کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی : اے میرے پروردگار! حسینؑ کے قاتلوں کے لیے کیا عذاب ہوگا؟ خداوند متعال نے وحی کی:اے موسیٰ انھیں ایسا عذاب دونگا کہ جہنمی بھی اس عذاب کی شدت سے پناہ مانگیں گے، میری رحمت اور ان کے جد کی شفاعت ان لوگوں کے شامل حال

[۱۲] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴ ص ۲۶۶

نہ ہوگی اور اگر حسینؑ کی عظمت نہ ہوتی تو میں ان کے قاتلوں کو زندہ در گور کردیتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار میں ان سے اور جو بھی ان (قاتلوں) کے کاموں پر راضی ہوں گے میں ان سب سے بیزار ہوں۔

خداوند متعال نے ارشاد فرمایا: میں نے ان (حسینؑ) کے پیروکاروں کے لیے بخشش کو انتخاب کیا ہے۔

"وَ اعْلَمْ اَنَّهُ مَنْ بَكَا عَلَيْهِ اَوْ اَبْكَا اَوْ تَبَاكَا حُرِّمَتْ جَسَدَهُ عَلَى النَّارِ" اور جان لو! جو بھی حسینؑ پر روئے یا رولائے یا رونے کی شکل بنالے اس کا جسم جہنم کی آگ پر حرام قرار دے دوں گا۔ [۱۳]

حضرت زکریا علیہ السلام کا گریہ

حضرت زکریا علیہ السلام نے کربلا کے اس جانسوز واقعہ کو سنا تو اس قدر متاثر ہوئے کہ تین دن تک اپنے گھر سے باہر تشریف نہیں لائے اور لوگوں کو ملنے سے منع کردیا اس مدت میں عزاداری سید الشہداء علیہم السلام میں مشغول رہے اور ان جملوں کا تکرار کرتے تھے:

"إلهي اتفجع خير جميع خلقك بولده ؟ إلهي اتنزل بلوى هذه الرزية بفنائة ؟إلهي اتلبس علی و فاطمه ثياب هذه المصيبة ؟ إلهي اتحل كربة هذه المصيبة بساحتها ؟" [۱۳]

[۱۳] میرزا حسین محدث نوری، مستدرک الوسائل، ج۱۰، ص ۲۴۴، ح ۲۱۲

خدایا کیا تو اپنے بہترین مخلوق کے فرزند کی مصیبت میں اس کے دل میں درد پیدا کرے گا، پروردگارا کیا تو اس پر بڑی مصیبت نازل کرے گا، بارالہا، کیا تو اس لباس مصیبت کو علیؑ و فاطمہؑ کو پہنچائے گا، یا اللہ کیا تو اس مصیبت کو ان دونوں کے لئے روا رکھے گا۔؟" [14]

اور ان جملوں کے بعد خداوند متعال سے التجا کرتے تھے کہ بارالہا !مجھے ایک فرزند عنایت فرما جس کی محبت سے میرے دل کو نورانی کردے اور پھر مجھے اس کی مصیبت میں اسی طرح مبتلا فرما جس طرح اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو ان کے فرزند حسینؑ کی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا۔ خداوند متعال نے حضرت زکریاؑ کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں حضرت یحییٰؑ عنایت کیا اور پھر حضرت یحییٰؑ شہید ہو گئے اور زکریاؑ ان کے غم میں سوگوار ہوگئے۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت امام حسین علیہ السلام میں ایک اور شباہت یہ تھی کہ یہ دونوں بزرگوار چھ ماہ کے حمل کے بعد متولد ہوئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گریہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن اپنے حواریوں کے ہمراہ کربلا کی سر زمین سے گذرے اس صحرا میں آپ علیہ السلام نے دیکھا ایک شیر دھاڑے مارتا ہوا اور آپ علیہ السلام کا راستہ روک دیا۔ آپ علیہ السلام نے شیر سے کہا کیوں تم نے ہمارا راستہ روک دیا؟ اس نے فصیح زبان میں کہا یہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا جائیگا، جب تک آپ انکے قاتل یزید پر لعنت نہیں کرینگے آپ کا راستہ نہیں چھوڑونگا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یزید پر لعنت اور نفرین کی اور آپؑ کے حواریوں نے آمین کہا، پھر آپؑ آگے بڑھ گئے۔ [15]

[14] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴ ص ۲۲۳
و سید ابراہیم بروجردی، تفسیر جامع، ج ۴ ص ۲۳۹/

ب:-

چہاردہ معصومین علیہم السلام کا حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ

حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا گریہ

اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں: میں حضرات امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی ولادت باسعادت کے مواقع پر آپ کی دادی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس موجود تھی۔ جب حضرت امام حسینؑ کی ولادت ہوئی تو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے اسماءؑ میرے فرزند کو میرے پاس لے آؤ۔ میں نے مولود کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر رسول خداؐ کے سپرد کردیا۔ حضرتؐ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان

[15] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۲۴۴ ح ۴۳

میں اقامت کہی اور پھر بچے کو اپنی گود میں رکھ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اپنے اس فرزند پر رو رہا ہوں۔
میں نے دوبارہ دریافت کیا: یہ تو ابھی متولد ہوا ہے!
فرمایا: اے اسماءؑ! میرے اس فرزند کو ستمگروں کا ایک گروہ شہید کردے گا خداوند متعال انھیں میری شفاعت سے محروم رکھے۔ پھر فرمایا: اے اسماءؑ! یہ بات ابھی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ذکر نہ کرنا کیونکہ یہ فرزند ابھی متولد ہوا ہے۔[16]

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا گریہ

"قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَرَّ عَلِيٌّ بِكَرْبَلَاءَ فِي اثْنَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَ: فَلَمَّا مَرَّ بِهَا تَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ لِلْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ: هَذَا مُنَاخُ رِكَابِهِمْ وَهَذَا مُلْقَى رِحَالِهِمْ وَهَهُنَا تُهْرَاقُ دِمَاؤُهُمْ، طُوبَى لَكِ مِنْ تُرْبَةٍ عَلَيْكِ تُهْرَاقُ دِمَاءُ الْأَحِبَّةِ"[17]

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام اپنے دو اصحاب کے ہمراہ کربلا سے گزرے اور جب کربلا کی سرزمین پر پہنچے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمانے لگے: اس سرزمین پر شہداء کی سواریاں رکیں

[16] حافظ ابوالمؤید خوارزمی، مقتل خوارزمی، ج ۱ فصل ۶ ص ۸۸
[17] علامہ محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج ۴۴، ص ۲۵۸

گی اور اسی جگہ ان کا خون بہایا جائے گا، اے زمین! تو کتنی خوش نصیب ہے کہ تیرے اوپر شہداء کا خون بہایا جائے گا۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا گریہ

حضرت رسول خدا ﷺ نے جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور آپ پر مصائب کی خبر اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو دی تو آپ نے بہت زیادہ گریہ کیا اور پھر پوچھا بابا ﷺ: یہ واقعہ کب پیش آئے گا؟ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جب یہ واقعہ پیش آئے گا نہ تو میں رہوں گا، نہ علی علیہ السلام اور نہ تم، یہ بات سن کر جناب فاطمہ علیہا السلام نے اور زیادہ رونا شروع کردیا تو اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا: امت کے مرد اور عورتیں کربلا کے شہداء علیہم السلام اور اہل بیت علیہم السلام کی عورتوں کے مصائب پر گریہ وزاری اور عزاداری کریں گے اور آپ نے ان پر رونے کے ثواب کو بیان کیا۔[18]

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا گریہ

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس وقت حضرت امام

[18] علامہ محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج ۴۳، ص ۲۳۹. مرحوم طبرسی بھی اس حدیث کو إعلام الوری بأعلام الہدی، ج ۱، ص ۴۲۷ و شیخ سلیمان قندوزی حنفی کتاب ینابیع المودۃ ج ۲، ص ۳۰۰ سے نقل کیے ہیں۔

حسین علیہ السلام اپنے بھائی کے سرہانے آئے اور حالت دیکھی تو رونے لگے۔ امام حسن علیہ السلام نے پوچھا۔ بھائی کیوں روتے ہو؟ امام حسین علیہ السلام نے کہا: کیسے گریہ نہ کروں کہ آپ کو مسموم دیکھ رہا ہوں، لوگوں نے مجھے بن بھائی کا کر دیا۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: میرے بھائی! اگرچہ مجھے زہر دیا گیا ہے لیکن جو کچھ (پانی، دودھ، دوا وغیرہ) چاہوں یہاں مہیا ہے۔ بھائی، بہنیں اور خاندان کے افراد میرے پاس موجود ہیں، لیکن

" لا یوم کیومک یا ابا عبداللہ " اے ابا عبد اللہ! تمہاری طرح میری حالت تو نہیں ہے، تم پر تیس ہزار اشقیاء کا ہجوم ہو گا جو دعویٰ کریں گے کہ ہم امت محمدیؐ ہیں۔ وہ تمہارا محاصرہ کر کے قتل کریں گے، تمہارا خون بہائیں گے، تمہاری عورتوں اور بچوں کو اسیر کریں گے، تمہارا مال لوٹ لیں گے، اس وقت بنی امیہ پر خدا کی لعنت روا ہو گی۔

میرے بھائی تمہاری شہادت دلگداز ہے کہ:

"و یبکی علیک کلّ شئی حتیٰ الوحوش فی الفلوات و الحیتان فی البحار " تم پر تمام چیزیں گریہ کریں گی یہاں تک کہ حیوانات صحرائی اور سمندروں میں مچھلیاں تمہاری مصیبت پر روئیں گی"۔ [19]

---

[19] شیخ صدوق، امالی مجلس ۳۰،
و سید عبدالرزاق المقرم مقتل المقرم ص ۲۴۰

حضرت امام حسین علیہ السلام کا خود اپنے پر گریہ کرنے کے بارے میں کہنا:

"عن ابی عبداللہ علیہ السلام... فقال: قال الحسین علیہ السلام: انا قتیل العبرۃ، لا یذکرنی مؤمن الا بکی" [20]

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: میں وہ شہیدِ راہِ خدا ہوں کہ جس مومن کے سامنے میری مصیبت بیان ہو گی وہ ضرور میری غربت اور بیکسی پر روئیگا اور اس کا دل مغموم اور پریشان ہو گا۔

"قَالَ الْحسین عَلَیْہِ السَّلامُ اَنَا قَتِیلُ الْعَبْرَۃِ لَا یَذْکُرُنِی مُؤمِنٌ اِلَّا بَکٰی" [21]

حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: میں عبرت آموز مقتول ہوں اور ہر مومن مجھ پر میری مصیبت کے لئے روئے گا۔

" قَالَ الْحسینُ عَلَیْہِ السَّلامُ: مَنْ دَمِعَتْ عَیْنَاہُ فِینَا قَطْرَۃً بَوَّاہُ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّۃَ" [22]

حضرت حسین بن علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہماری مصیبت پر آنسو کا ایک قطرہ بھی بہائے خداوند عالم اسے جنت نصیب فرمائے گا۔

---

[20] ابوالقاسم قولویہ القمی، الوفاۃ: ۳۶۷، کامل الزیارات، ج ۱، ص ۲۰۰۔
و علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار۔ ج ۴۴ و ۴۵

[21] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۷۹

[22] الشہید القاضی نور اللہ الشوشتری احقاق الحق، ج ۴، ص ۵۲۳

حضرت امام سجاد علیہ السلام کا گریہ

حضرت امام صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا :

میرے جد علی بن الحسین علیہ السلام جب کبھی حسین بن علی علیہ السلام کو یاد فرماتے، اس قدر گریہ فرماتے کہ آپکی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور وہاں موجود سبھی لوگ گریہ کرتے۔[23]

"قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ السَّجَّادِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَيُّمَا مُؤْمِنٍ دَمِعَتْ عَيْنَاهُ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَمَنْ مَعَهُ حَتَّى يَسِيلَ عَلَى خَدِّهِ بَوَّاهُ اللهُ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا"[24]

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں : ہر وہ مومن جو امام حسین علیہ السلام اور آپ کے شہداءؑ کے غم میں روئے تو خداوند عالم اس کے بدلے اسے جنت میں ایک مقام عطا کرے گا۔اس طرح دوسری حدیث میں بھی آنسو بہانے کے ثواب کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ جس شخص کا صرف ایک آنسو جاری ہو کر رخسار تک آجائے تو اسے جنت نصیب ہو گی۔

"قَالَ السَّجَّادُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنِّي لَمْ أَذْكُرْ مَصْرَعَ بَنِي فَاطِمَةَ إِلَّا خَنَقَتْنِي لِذَٰلِكَ عَبْرَةٌ"[25]

---

[23] ابوالقاسم قولویہ القمی، کامل الزیارات، ج۱، ص۶۹،

[24] علامہ شیخ حسینی بلنجی، قندوزی، حنفی ینابیع المودہ، ص ۴۲۹

[25] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۰۹

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں : مجھے جب بھی اولاد فاطمہؑ کی شہادت یاد آتی ہے تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا گریہ

علقمہ حضرمی نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام عاشور کے دن اپنے گھر میں امام حسین علیہ السلام کے لئے عزاداری برپا کرتے تھے اور آپؑ خود بھی اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام پر روتے تھے۔اس سلسلہ میں تقیہ سے کام نہیں لیتے تھے، اور گھر میں موجود افراد سے فرماتے تھے:" حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے سوگ منائیں اور حضرت علیہ السلام کی مصیبت پر ایک دوسرے کو تسلیت کہیں"۔[26]

"قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ثُمَّ لِيَنْدُبِ الْحُسَيْنَ وَيَبْكِيهِ وَيَأْمُرُ مَنْ فِي دَارِهِ بِالْبُكَاءِ عَلَيْهِ وَيُقِيمُ فِي دَارِهِ مُصِيبَتَهُ بِإِظْهَارِ الْجَزَعِ عَلَيْهِ وَيَتَلَاقَوْنَ بِالْبُكَاءِ بَعْضُهُمْ بَعْضاً فِي الْبُيُوتِ وَلْيُعَزِّ بَعْضُهُمْ بَعْضاً بِمُصَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ"[27]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان افراد کے لئے جو عاشورا کو امام حسینؑ کی زیارت نہیں کر سکتے، فرمایا: ہر شخص اپنے گھر امام حسینؑ پر نوحہ خوانی و عزاداری کرے اور اپنے اہل خانہ کو بھی ایسا ہی دستور دے اور گھر میں عزاداری برپا کرے اور ایک دوسرے کو تعزیت پیش کرے۔

---

[26] شیخ حر عاملی وسائل الشیعۃ، ج۱۰، ص ۳۹۸.

[27] ابوالقاسم قولویہ القمی، کامل الزیارات، ص ۱۷۵

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا گریہ

"قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : يَا دِعْبِلُ ! أُحِبُّ اَنْ تُنْشِدَنِي شِعْراً فَاِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامَ اَيَّامُ حُزْنٍ كَانَتْ عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ"[28]

حضرت امام صادق علیہ السلام نے دعبل شاعر سے فرمایا: اے دعبل! مجھے غم حسین علیہ السلام کے اشعار پسند ہیں، کیونکہ یہ دن ہم خاندان اہل بیتؑ کے لئے غم واندوہ کا دن ہے۔

"قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كُلُّ الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ مَكْرُوهٌ سِوَى الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ عَلَى الْحُسَيْنِ"[29]

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مظلومیت امام حسین علیہ السلام کے علاوہ غیر کے لئے گریہ کرنا مکروہ ہے۔ یعنی دنیا کی کسی چیز کے لئے یا کسی عزیز کے مرجانے پر ان کے لئے آہ وبکا اور رونا مکروہ ہے صرف امام حسین علیہ السلام کا غم ایسا غم ہے کہ جس پر رونے سے بہت اجر ملتا ہے۔

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کا گریہ

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے متعلق بیان فرماتے ہیں: جیسے ہی ماہ محرّم کا چاند نمودار ہوتا میرے والد

[28] الشیخ اسماعیل المعزی الملایری، جامع احادیث الشیعہ، ج ۱۲، ص ۵۶۷

[29] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۵، ص ۳۱۳

بزرگوار کی سنت یہ تھی کہ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ مغموم ہو جاتے یہاں تک کہ دس محرّم تک یہی حال ہوتا اور جب دس محرّم آجاتی تو آپ امام حسین علیہ السلام پر شدید گریہ وزاری کرتے اور فرماتے تھے۔ حسین ابن علی علیہ السلام پر اللہ تعالی کا درود ہو آج ہی کے دن آپؑ کو شہید کیا گیا تھا۔[30]

حضرت امام رضا علیہ السلام کا گریہ

"قَالَ الرِّضَا: مَنْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَا يَوْمَ مُصِيبَتِهِ وَحُزْنِهِ وَبُكَائِهِ جَعَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ فَرَحِهِ وَسُرُوْرِهِ"[31]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن مصیبت اور حزن کی حالت میں رہے تو خداوند عالم ایسے شخص کے لئے روز قیامت خوشی وسرور قرار دیگا یعنی اس دن وہ شخص خوشحال ہوگا۔

"قَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ابْنَ شَبِيبٍ ! اِنْ كُنْتَ بَاكِياً لِشَيْءٍ فَابْكِ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ ذُبِحَ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ"[32]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند شبیب! اگر گریہ کرنا چاہتے ہو تو امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرو کیونکہ انھیں جانور کی طرح ذبح کیا گیا تھا۔

[30] الشیخ عبداللہ البحرانی، عوالم العلوم، ص ۵۳۸

[31] حسین عبدالمحمدی زمینہ ھای قیام امام حسینؑ ج ۲، ص ۱۸۱

[32] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۶

"قالَ الرِّضا عَلَيهِ السَّلامُ :يَابْنَ شَبيبٍ ! اِنْ بَكَيْتَ عَلَى الْحسينِ عَلَيهِ السَّلامُ حَتّىٰ تَصِيرُ دُمُوعُکَ عَلىٰ خَدَّيکَ غَفَرَ اللهُ لَکَ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَهُ صَغِيراً كَانَ اَوْ كَبِيراً قَلِيلاً كَانَ اَوْ كَثِيراً "[۳۳]

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند شبیب ! اگر تم امام حسینؑ پر اتنا گریہ کرو کہ آنسو تیرے رخسار پر جاری ہو جائیں تو اس کے بدلے خداوند عالم تمھارے گناہ معاف کردے گا چاہے وہ گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے، کم ہوں یا زیادہ۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا گریہ

حضرت امام جواد علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

" ما بكت السماء الاّ على يحيى بن ذكريا والحسين بن على عليهما السلام"[۳۴]

یعنی آسمان حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت سید الشہداءؑ کی مظلومیت کے سوا کسی اور کی مظلومیت پر نہیں رویا۔"

حضرت امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

" من زار الحسين ليلة ثلاث عشرين من شهر رمضان و هى ليلة اللتى يرجى ان تكون ليلة القدر و فيها يفرق كل امر حكيم صافحة اربعة و عشرون الف ملک و نبى كلهم يستاذن الله فى زيارة الحسين فى تلک الليلة"[۳۵]

---

[۳۳] شیخ صدوق، امالی، ص ۱۱۲

[۳۴] میرزا حسین محدث نوری مستدرک الوسائل، ج ۱۰ ص ۲۲۳

[۳۵] الشیخ الحر العاملی، وسائل الشیعۃ، ج ۱۰ ص ۳۷۰ باب ۵۳

جو شخص ماہ رمضان کی تیئسویں رات کو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتا ہے تو چار ہزار فرشتے اور انبیاءؑ اس زائر سے مصافحہ کرتے ہیں اور سب کے سب خداوند سے اس رات کو امام حسینؑ کی زیارت کے لئے اذن طلب کرتے ہیں۔

حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا گریہ

حضرت امام ہادی علیہ السلام اپنے جدّ بزرگ امام حسین علیہ السلام پر نہ صرف گریہ کرتے بلکہ آپ بیماری کی حالت میں کسی کو امام حسینؑ کی قبر کے پاس بھیجتے تا کہ وہاں پر حضرت علیہ السلام کی شفایابی کے لئے دعا کرے۔ روایت حسب ذیل ہے:

"ابو ہاشم جعفری، جو امام ہادی علیہ السلام کے صحابی ہیں، کہتے ہیں: جب امام ہادی علیہ السلام بیمار تھے، مجھ سے فرمایا: کسی کو میرے لئے حائر حسینی[۳۶] (قبر امام حسین علیہ السلام کے پاس) بھیجدینا تا کہ وہاں پر دعا کرے۔ ابو ہاشم نے یہ قضیہ علی بن بلال کو کہا۔ اس نے کہا: امام ہادی علیہ السلام بذات خود حائر حسینی ہیں، یعنی صاحب احترام ہیں۔ ابو ہاشم دوبارہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علی بن بلال کے ساتھ پیش آیا ماجرا امام علیہ السلام کے لئے بیان کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر مومن کا احترام خانہ

---

[۳۶] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۲۵ و ایضاً، ج ۸۶، ص ۸۹؛ حاج شیخ عباس قمی، سفینۃ البحار، ج ۱، ص ۳۵۸

خدا سے زیادہ ہے، لیکن آنحضرت ﷺ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور حجر الاسود کو چومتے تھے اور خداوند متعال نے انھیں حکم دیا کہ عرفات میں عرفہ کے دن وقوف کریں"[۳۷]

امام نقی علیہ السلام فرماتے ہیں:

" من خرج من بته يريد زيارة الحسين بن علی فصار الى لفرات فاغتسل منه كتبه الله من الفلحين فاذاسلمعلى ابی عبدا الله كتب من الفائزين،فاذافرغ من صلاته اتاه ملك فقال ان رسول الله يقرونك السلام و يقول لك اما ذنوبك ،فقد غفر لك فاستانف العمل"[۳۸]

جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے قصد سے اپنے گھر سے نکلے اور فرات میں غسل کرے تو خداوند عالم اسکا نام فلاح پانے والوں میں لکھتا ہے اور جب وہ امام علیہ السلام پر سلام کرتا ہے تو اسکا نام فائزین میں لکھتا ہے اور پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اسے کہتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور تم سے فرمایا ہے کہ تیرے سارے گناہ معاف ہوگئے ہیں لہٰذا تم نئے سرے سے اعمال انجام دو۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا گریہ

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بھی امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے بارے

[۳۷] گروہ حدیث پژوہشکدہ باقر العلوم (ع)، فرہنگ جامع سخنان امام ہادیؑ ص ۴۷۵
[۳۸] شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ ج ۱۰ ص ۳۸۰ ابواب المزار ج ۱۰

میں بہت غمناک عبارات بیان کی ہیں۔ امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام حسین علیہ السلام اپنی شہادت سے پہلے اپنے شہید ہونے کے بارے میں باخبر تھے اور تمام آسمانوں نے امامؑ پر گریہ کیا ہے۔ حضرت امام عسکری علیہ السلام نے اس دعا میں بہت زیبا عبارت " قتيل العبرة " کو استعمال کیا ہے۔ اس عبارت کی تشریح میں علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ:

"أنا قَتيلُ العَبْرَةِ أي قَتيلٌ منسوبٌ إلى العبرة و البكاء و سببٌ لها. أو أقتل مع العبرة و الحزن و شدّة الحال. و الأوّل أظهر. "[۳۹]

میں اشکوں سے قتل کیا گیا ہوں یعنی میری نسبت اشک اور گریہ کی طرف ہے اور میں ہی گریئے کا سبب ہوں یا میں گریئے، غم و حزن کے ساتھ شہید کیا جاؤں گا۔ لیکن پہلی تشریح زیادہ مناسب ہے

حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت امام زمانہ (عج) کا گریہ

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے کتاب المزار الکبیر میں امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے بارے میں بہت دردناک تعابیر نقل ہوئی ہیں کہ عبارات عزاداری کے شرعی اور جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

کتاب المزار الکبیر میں آیا ہے کہ:

[۳۹] علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار ج ۴۴ ص ۲۷۹، الناشر: مؤسسة الوفاء

"فلئن أخرتني الدهور، و عاقني عن نصرك المقدور، و لم أكن لمن حاربك محاربا، و لمن نصب لك العداوة مناصبا، فلأندبنك صباحا و مساء، و لأبكين عليك بدل الدموع دما، حسرة عليك و تأسفا على ما دهاك و تلهفا، حتى أموت بلوعة المصاب و غصة الاكتياب۔"[30]

گرچہ زمانہ مجھے دیر سے دنیا میں لایا ہے اور قسمت و تقدیر نے مجھے آپ کی نصرت سے روکا ہے۔ میں اس دنیا میں نہیں تھا کہ جن لوگوں نے آپ سے جنگ کی میں ان سے جنگ کر سکوں اور جنھوں نے آپ سے دشمنی کی ہے میں ان سے دشمنی کر سکوں۔ اب میں آپ پر دن رات گریہ کرتا ہوں اور اشکوں کے بجائے آپ پر خون کے آنسو بہاتا ہوں۔ آپ کے ان مصائب و آلام پر کہ جو آپ پر ہوئے ہیں۔ میں آپ پر اتنا غم و حزن کروں گا کہ اس شدّت سے اپنی جان کو قربان کردوں گا۔

حضرت امام جواد علیہ السلام کے عصر امامت میں مؤمنین کے گھروں میں آزادانہ طور پر مجالس و عزاداری کا انعقاد ہوتا تھا، لیکن خلیفہ معتصم عباسی کے بعد اس کے جانشین عزاداری کے سخت مخالف تھے۔ اور انھوں نے قبور ائمہؑ اور شہداؑ کربلا کی زیارت کی بھی ممانعت کردی۔

[30] الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن جعفر المشہدی، المزار الکبیر ج ۱ ص ۵۰۱

حضرت امام ہادی علیہ السلام کے عصر امامت میں سخت گھٹن کا سا ماحول تھا۔ اور متوکل عباسی آپ کے عصر کا خلیفہ تھا جسے ائمہ علیہم السلام اور شیعوں سے خاص دشمنی تھی۔ متوکل اہل بیت علیہم السلام اور سید الشہداءؑ سے دشمنی میں اس حد تک پہونچ گیا تھا کہ اس نے کئی بار قبر مطہر امام حسینؑ کو ویران کرکے قبر مبارک کے آثار تک مٹانا چاہا تاکہ محبین اہل بیتؑ کربلا معلّی کی زیارت نہ کرسکیں۔[31]

[31] علی بن محمد، الکامل ابن اثیر، ج ۵، ص ۲۸۷۔

فصل دوم

حضرت امام حسینؑ پر گریہ وزاری کتب اہل سنّت سے

فصل دوم :

حضرت امام حسینؑ پر گریہ سے متعلق اہل سنّت کی روایات

﴿ حصہ اوّل ﴾

حضرت امام حسین علیہ السلام پر رونے کا ثواب

"حدثنا أحمد بن إسرائيل قال رأيت في كتاب أحمد بن محمد بن حنبل رحمه الله بخط يده: نا : اسود بن عامر أبو عبد الرحمن قثنا الربيع بن منذر عن أبيه قال : كان حسين بن علي يقول من دمعتا عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة اثواه الله عز و جل الجنة"[42]

"احمد بن اسرائیل کہتے ہیں: میں نے احمد بن محمد بن حنبل کی کتاب میں ان کی اپنی تحریر سے دیکھا کہ اسود بن عامر (ابو عبدالرحمٰن) نے ربیع بن منذر سے نقل کیا ہے کہ ان کے والد نے فرمایا: حسین بن

---

[42] احمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی، فضائل الصحابہ ج ۲ ص ٦٧٥

علی علیہا السلام فرمایا کرتے تھے جو کوئی ہمارے اوپر روئے یا ہماری مصیبت میں ایک قطرہ اشک بہائے خداوند اس کا اجر، جنت قرار دیگا"۔

حصہ دوم

حضرت امام حسینؑ پر حضرات اہلبیتؑ اور دیگر اعزاء کا گریہ

۱۔ حضرت رسولِ خدا ﷺ کا امام حسینؑ کی ولادت کی خبر دیتے ہوئے گریہ کرنا :

متن حدیث :

(أخبرنا) أبو عبد الله محمد بن علي الجوهري ببغداد ثنا أبو الأحوص محمد بن الهيثم القاضي ثنا محمد بن مصعب ثنا الأوزاعي عن أبي عمار شداد بن عبد الله عن أم الفضل بنت الحارث أنها دخلت على رسول الله ص فقالت يا رسول الله رأيت الليلة حلماً منكراً قال و ما هو قالت إنه شديد قال ما هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك قطعت و وضعت في حجري فقال رسول الله (ﷺ) خيراً رأيت تلد فاطمة غلاماً فيكون في حجرك فولدت فاطمة الحسين (عليه السلام) فقالت و كان في حجري كما قال رسول الله (ﷺ) فدخلت به يوماً على النبي ص فوضعته في حجره ثم حانت مني التفاتة فإذا عينا رسول الله (ﷺ) تهراقان بالدموع فقلت بأبي أنت و أمي يا رسول الله ما لك قال أتاني جبرئيل فأخبرني أن أمتي ستقتل ابني هذا و أتاني بتربة من تربته حمراء۔[۴۳]

ترجمہ ۔: حضرت ام فضل بنت حارث سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج رات بہت برا خواب دیکھا ہے آپ نے پوچھا کیا؟ تو میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا آپ کے جسم سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا خواب اچھا ہے انشاء اللہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اور تم اس کی پرورش کروگی، چنانچہ امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور میری گود میں رکھے گئے پھر ایک دن بارگاہ نبوت میں گئی اور امام حسینؑ کو آپ کی گود میں دے دیا اور کسی دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اب جو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یہ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی جبرئیل نے آکر بتایا ہے کہ عنقریب آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے اس بیٹے کو قتل کردے گی میں نے عرض کیا اس بیٹے کو! تو

---

[۴۳] حاکم نیشاپوری، المستدرک، ج ۳، ص ۱۷۶ ـ ۱۷۷
ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۹۶ ـ ۱۹۷
ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۶، ص ۲۵۸

فرمایا ہاں بلکہ وہ اس مقام کی مٹی بھی لائے تھے جہاں یہ شہید ہوگا اور وہ سرخ تھی۔

حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مظلوم کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبتوں کو یاد کر کے رونا بدعت نہیں بلکہ سنّتِ رسولؐ ہے۔ نیز جب شہیدِ کربلا کی زندگی میں ان کی مصیبتوں کو یاد کر کے رونا جائز ہے تو ان کی شہادت کے بعد بدرجہ اولیٰ جائز ہے، سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا غم مودۃ قربیٰ اور اجر رسالت کا ایک واضح مصداق ہے۔ شہادتِ امام حسینؑ کی خبر سن کر رسول اللہ ﷺ کا گریہ یاد رہے ابھی امام حسینؑ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے تھے ۔ اسی طرح کی ایک روایت عبد اللہ ابن عباس سے بھی مروی ہے اور ان کی سند بھی قوی ہے اور بہت زیادہ کتب میں نقل ہوئی ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کا حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے موقع پر گریہ کرنا :

متن حدیث :

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَزِينٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي سَلْمَى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَعْنِي فِي المَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: شَهِدْتُ قَتْلَ الحُسَيْنِ آنِفًا [۴۴]

[۴۴] امام ترمذی جامع ترمذی ج ۵ ص ۳۲۳

سلمی سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین ام سلمہ سے رونے کا سبب پوچھا اور کہا: کس شے نے آپ کو گریہ وزاری میں مبتلا کر دیا ہے؟ آپ نے کہا: میں نے خواب میں نبیؐ کی زیارت کی ہے، آپ کا سر اقدس اور ریش مبارک گرد آلود تھی۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ، آپؐ کی یہ کیسی حالت بنی ہوئی ہے ؟ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ابھی ابھی حسین علیہ السلام کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث سے اور عمل رسول اللہ ﷺ سے بہت کچھ واضح ہو جاتا ہے ۔

حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب المستدرک علی الصحیحین میں لکھتا ہے کہ :

(أخبرنا) أبو عبد الله محمد بن علي الجوهري ببغداد ثنا أبو الأحوص محمد بن الهيثم القاضي ثنا محمد بن مصعب ثنا الأوزاعي عن أبي عمار شداد بن عبد الله عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ص فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حُلُماً مُنْكَراً قَالَ وَ مَا هُوَ قَالَتْ إِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ مَا هُوَ قَالَتْ رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَ وُضِعَتْ فِي حَجْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ(صلى الله عليه وآله وسلم) خَيْراً رَأَيْتِ تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَاماً فَيَكُونُ فِي حَجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ(عليه السلام) فَقَالَتْ وَ كَانَ فِي حَجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ(صلى الله عليه وآله وسلم) فَدَخَلْتُ بِهِ يَوْماً عَلَى النَّبِيِّ ص فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ(صلى الله عليه وآله وسلم) تُهَرَاقَانِ بِالدُّمُوعِ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ قَالَ أَتَانِي جَبْرَئِيلُ(عليه السلام) فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هَذَا وَ أَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ [۴۵]

[۴۵] حاکم نیشاپوری، المستدرک، ج ۳، ص ۱۷۶ – ۱۷۷ اور ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۹۶ – ۱۹۷ وابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ۶، ص ۲۵۸

ام الفضل حارث کی بیٹی ایک دن رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ کل رات میں نے ایک خطرناک خواب دیکھا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ کیا خواب دیکھا ہے؟ کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے بدن کا ایک ٹکڑا آپ کے بدن سے الگ ہو کر میری گود میں آگیا ہے۔
رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ بہت جلد فاطمہ علیہا السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اور وہ بچہ تمہاری گود میں آئے گا وہ کہتی ہیں کہ جب حسین علیہ السلام دنیا میں آئے تو میں نے انکو اپنی گود میں اٹھایا۔

ایک دن میں حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھائے رسول خدا ﷺ کے پاس گئی۔ وہ حسین علیہ السلام کو دیکھتے ہی اشک بہانے لگے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو عنقریب شہید کردے گی پھر اس نے مجھے شہادت والی جگہ کی سرخ خاک مجھے دی ہے۔
حاکم نیشاپوری اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے:
ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔

"یہ حدیث (بخاری، مسلم) کی شرط پر صحیح ہے لیکن ان دونوں نے اسے نقل نہیں کیا ہے۔"

اور ایک دوسری جگہ پر لکھتا ہے کہ:

"أخبرناه أبو الحسين على بن عبد الرحمن الشيبانى بالكوفة ثنا أحمد بن حازم الغفارى ثنا خالد بن مخلد القطوانى قال حدثنى موسى بن يعقوب الزمعى أخبرنى هاشم بن هاشم بن عتبة بن أبى وقاص عن عبد الله بن وهب بن زمعة قال أخبرتنى أم سلمة رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وآله اضطجع ذات ليلة للنوم فاستيقظ وهو حائر ثم اضطجع فرقد ثم استيقظ وهو حائر دون ما رأيت به المرة الأولى ثم اضطجع فاستيقظ وفى يده تربة حمراء يقبلها فقلت ما هذه التربة يا رسول الله قال أخبرنى جبريل (عليه الصلاة والسلام) ان هذا يقتل بأرض العراق للحسين فقلت لجبريل أرنى تربة الأرض التى يقتل بها فهذه تربتها هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه"[36]

عبد اللہ بن زمعہ کہتا ہے کہ: ام سلمہؓ نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک دن رسول خدا ﷺ سو رہے تھے کہ اچانک پریشانی کی حالت میں بیدار ہوئے، پھر دوبارہ سو گئے اور دوبارہ بیدار ہوئے تو ان کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی خاک تھی جس کو وہ سونگھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کونسی خاک ہے؟

[36] حاکم نیشاپوری، المستدرک، ج ۴، ص ۳۹۸.

فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین علیہ السلام کو عراق میں شہید کر دیا جائے گا اور یہ اسی سرزمین کی خاک ہے جہاں پر حسین علیہ السلام کو شہید کیا جائے گا۔ اس پر میں نے جبرائیل سے چاہا کہ اس سرزمین کی خاک مجھے دکھائے۔ یہ خاک وہی خاک ہے جواب میرے ہاتھ میں ہے۔

حاکم نیشاپوری کہتا ہے: یہ حدیث بخاری و مسلم کے مطابق بھی صحیح ہے، لیکن انھوں نے اپنی اپنی کتاب میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔

طبرانی نے معجم کبیر، ہیثمی نے مجمع الزوائد اور متقی ہندی نے کنز العمال میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے:

”وعن أم سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم جالسا ذات يوم فى بيتى قال لا يدخل على أحد فانتظرت فدخل الحسين فسمعت نشيج رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم يبكى فاطلعت فإذا حسين فى حجره والنبى صلى الله عليه(وآله) وسلم يمسح جبينه وهو يبكى فقلت والله ما علمت حين دخل فقال إن جبريل عليه السلام كان معنا فى البيت قال أفتحبه قلت أما فى الدنيا فنعم قال إن أمتك ستقتل هذا بأرض يقال لها كربلاء فتناول جبريل من تربتها فأراها النبى صلى الله عليه(وآله) وسلم فلما أحيط بحسين حين قتل قال ما اسم هذه الأرض قالوا كربلاء فقال صدق الله ورسوله كرب وبلاء، وفى رواية صدق رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم أرض كرب وبلاء“[47]

---

[47] الطبرانی، المعجم الکبیر، ج ۲۳، ص ۲۸۹ ــ ۲۹۰ و الہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۸۸ ــ ۱۸۹ و المتقی الہندی، کنز العمال، ج ۱۳، ص ۶۵۶ ــ ۶۵۷

ام سلمہؓ کہتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اے ام سلمہؓ کسی کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ دینا۔ تھوڑی دیر بعد حسینؑ آئے اور اصرار کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمرے میں چلے گئے اور ان کی کمر مبارک پر بیٹھ گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسین علیہ السلام کے بوسے لینا شروع کر دیا۔ اس پر فرشتے نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا کہ آپ کے بعد آپکی امت اس کو شہید کرے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپکو شہادت کی جگہ بھی دکھا سکتا ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں دکھاؤ۔ پھر فرشتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک سرخ رنگ کی خاک کی ڈھیر کے پاس لایا۔

ام سلمہؓ کہتی ہے کہ: پھر فرشتے نے تھوڑی سی خاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی۔

جب دشمن کے لشکر نے امام حسین علیہ السلام کو محاصرے میں لیا ہوا تھا اور وہ امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنا چاہتے تھے تو امامؑ نے ان سے پوچھا کہ اس سر زمین کا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا کہ اس کا نام کربلاء ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ یہ زمین کرب و بلا ہے۔

ہیثمی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے کہ:

رواه الطبرانى بأسانيد ورجال أحدها ثقات.

اسی طرح، ہیثمی مجمع الزوائد میں، ابن عساکر تاریخ مدینہ دمشق میں، مزی تہذیب الکمال میں اور ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:

عن أم سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان بين يدي رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم في بيتي فنزل جبريل فقال يا محمد إن أمتك تقتل ابنك هذا من بعدك وأومأ بيده إلى الحسين فبكى رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم وضمه إلى صدره ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أم سلمة وديعة عندك هذه التربة فشمها رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم وقال ويح وكرب وبلاء قالت وقال رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم يا أم سلمة إذا تحولت هذه التربة دما فاعلمي أن ابني قد قتل قال فجعلتها أم سلمة في قارورة ثم جعلت تنظر إليها كل يوم وتقول إن يوما تحولين دما ليوم عظيم[48]

ام سلمہؓ سے روایت ہوئی ہے کہ:

امام حسن و حسین علیہما السلام میرے گھر میں رسول خدا ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے کہ اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ آپ کی رحلت کے بعد آپ کی امت آپکے اس بیٹے حسینؑ کو شہید کرے گی۔ رسول خدا ﷺ نے گریہ کیا اور حسین علیہ السلام کو سینے سے لگا لیا۔

پھر رسول خدا ﷺ نے وہ خاک جو جبرائیل نے رسول خدا ﷺ کو دی تھی، اپنے ہاتھ میں لیا سونگھا اور فرمایا کہ اس خاک سے کرب و بلا کی بو آ رہی ہے۔ پھر اس خاک کو ام سلمہؓ کو دیا اور فرمایا کہ اے ام سلمہؓ اس کا خیال رکھنا اور جب یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسین علیہ السلام شہید ہو گیا ہے۔

ام سلمہؓ نے خاک کو ایک شیشی میں رکھ دیا اور ہر روز اس کو دیکھا کرتی تھی اور خاک سے کہتی تھی کہ اے خاک جس دن تو خون میں تبدیل ہو جائے گی وہ دن بہت غم و حزن والا ہوگا۔

ابن حجر عسقلانی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے:

و في الباب عن عائشة و زينب بنت جحش و أم الفضل بنت الحارث و أبي أمامة وأنس بن الحارث و غيرهم.

اس بارے میں روایات عائشہ، زینب بنت جحش، ام فضل دختر حارث، ابو امامہ، انس بن حارث اور دوسروں سے بھی نقل ہوئی ہیں۔

اسی طرح ہیثمی ایک دوسری روایت نقل کرتا ہے کہ:

عن أبي أمامة قال قال رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم لنسائه لا تبكوا هذا الصبي يعني حسينا قال وكان يوم أم سلمة فنزل جبريل فدخل رسول الله صلى الله عليه (وآله) وسلم الداخل وقال لام سلمة لا تدعي أحدا أن يدخل علي فجاء الحسين فلما نظر إلى النبي صلى الله عليه(وآله) وسلم في البيت أراد أن يدخل فأخذته أم سلمة فاحتضنته وجعلت تناغيه وتسكنه فلما اشتد في البكاء خلت عنه فدخل حتى جلس في حجر النبي صلى الله عليه(وآله) وسلم فقال جبريل للنبي صلى الله عليه وسلم إن أمتك ستقتل ابنك هذا فقال النبي صلى الله عليه(وآله)

---

[48] ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۳۰۰ – ۳۰۱ والمزی، تہذیب الکمال، ج ۶، ص ۴۰۸ – ۴۰۹ وابن عساکر تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۹۲ – ۱۹۳ و لہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۸۹

وسلم يقتلونه وهم مؤمنون بي قال نعم يقتلونه فتناول جبريل تربة فقال بمكان كذا وكذا فخرج رسول الله صلى الله عليه(وآله) وسلم قد احتضن حسينا كاسف البال مغموما فظنت أم سلمة أنه غضب من دخول الصبي عليه فقالت يا نبي الله جعلت لك الفداء انك قلت لنا لا تبكوا هذا الصبي وأمرتني ان لا أدع أحدا يدخل عليك فجاء فخليت عنه فلم يرد عليها فخرج الى أصحابه وهم جلوس فقال لهن أمتي يقتلون هذا[۴۹]

ابو امامہ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ اس بچے (حسینؑ) کو نہ رلایا کرو۔ اس دن رسول خدا ﷺ ام سلمہؓ کے گھر تھے کہ جبرائیل نازل ہوئے۔ حضرت رسول ﷺ نے کہا کہ اے ام سلمہؓ کسی کو میرے کمرے میں آنے کی اجازت نہ دینا۔ حسین علیہ السلام آئے جونہی اپنے نانا کو دیکھا تو چاہا کہ کمرے میں داخل ہوں۔ ام سلمہؓ نے حسینؑ کو اپنے سینے سے لگایا تو حسین علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا اس نے بہت کوشش کی لیکن حسین علیہ السلام کا گریہ بڑھتا گیا اور اسی گریئے کی حالت میں رسول خدا ﷺ کے کمرے میں چلے گئے اور جا کر اپنے نانا کی گود میں بیٹھ گئے۔

جبرائیلؑ نے رسول خدا ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے بعد آپکی امت آپکے اس بیٹے کو شہید کرے گی۔ رسول خدا ﷺ نے جبرائیلؑ کی اس بات پر تعجب کیا

[۴۹] ہیثمی، مجمع الزوائد، ج۹، ص۱۸۹ و الطبرانی، المعجم الکبیر، ج۸، ص ۲۸۵ - ۲۸۶ و ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج۱۴، ص۱۹۰ ـ ۱۹۱ ح۲۴۶

اور کہا کہ کیا میری امت ایمان کی حالت میں میرے بیٹے کو شہید کرے گی۔ جبرائیلؑ نے کہا ہاں وہ ایمان کا دعوی کرنے والی امت ہو گی لیکن پھر بھی اپنے رسول کے بیٹے کو بھوکا پیاسا شہید کر دے گی۔ جبرئیلؑ نے زمین کربلاء کی خاک رسول خداؐ کو دی اور کہا کہ یہ خاک اسی زمین کی ہے کہ جس پر آپکے بیٹے کو شہید کیا جائے گا۔ رسول خدا ﷺ غم کی حالت میں حسین علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے گھر سے باہر چلے گئے۔

ام سلمہؓ کہتی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ شاید حسین علیہ السلام کو رسول خدا ﷺ کے کمرے میں جانے دیا ہے اس لیے وہ ناراض ہو گئے ہیں۔ اسی لیے میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری جان آپ پر قربان ہو آپ نے خود ہی کہا تھا کہ حسین علیہ السلام کو رونے نہ دینا اور آپ نے خود ہی کہا تھا کہ کسی کو کمرے میں میں نہ آنے دینا میں بھی مجبور تھی کیا کرتی، حسین علیہ السلام بھی خود ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے ام سلمہؓ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اصحاب کے پاس چلے گئے۔ اصحاب ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول خدا ﷺ نے ان سے کہا کہ میری امت میرے اس بیٹے حسین علیہ السلام کو شہید کرے گی اور زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

صحابہ کرام کی مجلس میں رسول اللہ ﷺ کا شدید گریہ فرمانا

"ایک مرتبہ اصحاب رسول ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول خدا ﷺ نے ان سے کہا کہ میری امت میرے اس بیٹے حسینؑ کو شہید کرے گی اور زارو قطار رونے لگے۔" [50]

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن رسول اللہ ﷺ نے گریہ فرمایا

متن حدیث :

" حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الرحمن ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار عن ابن عباس قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام بنصف النهار أشعث أغبر معه قارورة فيها دم يلتقطه أو يتتبع فيها شيئا قال قلت يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين وأصحابه لم أزل أتتبعه منذ اليوم قال عمار فحفظنا ذلك اليوم فوجدنا قتل ذلك اليوم،عليه السلام" [51]

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کو نبیؑ کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد لود تھے، آپ کے

[50] ہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۸۹، الطبرانی، المعجم الکبیر، ج ۸، ص ۲۸۵ – ۲۸۶
ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۹۰ – ۱۹۱

[51] احمد بن حنبل المسند " تا احمد ج ۱ ص ۲۴۲
احمد بن حنبل فضائل الصحابۃ" ج ۲ ص ۷۷۸، ح ۱۳۸۰

ہاتھ میں خون کی ایک شیشی تھی. میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے میں اسے صبح سے اکٹھا کر رہا ہوں. راوی کہتا ہے کہ میں نے حساب لگایا گیا تو امام حسین علیہ السلام اسی دن شہید ہوگئے تھے،

۲۔ مقام صفین پر مولا علی علیہ السلام کا امام حسین علیہ السلام پر شدید گریہ

اہل سنت کے معروف تاریخ نگار ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ مولا علیؑ نے صفین کے ایک سفر میں کربلا سے عبور کیا جب قریہ نینوا تک پہنچے تو ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کونسی جگہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کربلا، کربلا کا نام سنتے ہی امامؑ رونے لگے یہاں تک کہ آپؑ کے آنسو سے زمین تر ہو گئی پھر آپؑ نے فرمایا: ایک دن میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، اس وقت آپ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چند لمحے پہلے جبرئیل امینؑ میرے پاس آئے تھے اور مجھے خبر دی کہ فرات کے کنارے میرا فرزند حسینؑ قتل کیا جائے گا جس کو کربلا کہا جاتا ہے پھر جبرئیل نے ایک مٹھی خاک مجھے دی جس کو سونگھ کر میں اپنے آنسوؤں کو نہیں روک سکا" [52]

[52] ابن حجر عسقلانی، احمد، تھذیب التھذیب، بیروت، دار صادر، ج ۲، ص ۳۰۰؛
ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، مقدمہ محمد صادق بحر العلوم، ص ۲۵۰

علماء اہل سنت نے اپنی کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے بیٹے حسینؑ ابن علیؑ کی شہادت کا ذکر کیا اور ان کی مظلومیت پر گریہ فرمایا۔

امام حسین علیہ السلام سے جناب ام سلمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا:
جبرائیلؑ حضرت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر جبکہ وہ میرے پاس تشریف فرما تھے اچانک آپ رو پڑے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
ام سلمہ میرے بچے کو چھوڑ دو۔ میں نے انھیں چھوڑ دیا تو نبیؐ نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور آپ کو گلے سے لگا لیا۔ یہ منظر دیکھنے کے بعد جبرائیلؑ نے پوچھا: کیا آپکو یہ فرزند عزیز ہے؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا: ہاں، جبرائیلؑ نے کہا: یقیناً آپ کی قوم اسے عنقریب قتل کر دے گی۔ کیا آپ چاہتے ہو کہ میں آپکو اس زمین کی مٹی دکھاؤں جہاں وہ مارا جائیگا کیا آپ اسے دیکھنا چاہیں گے؟ آپ ﷺ نے کہا: ہاں، تو جبرائیلؑ نے اپنے پروں کو پھیلایا اور کربلا کی سرزمین دکھائی ... حضرت نبی اکرم ﷺ اس حالت سے باہر آئے اور آپؐ کے ہاتھ میں سرخ خاک تھی۔ [۵۳]

ہیثمی، مجمع الزوائد، ج۹، ص ۱۸۷۔

[۵۳] ابن جوزی، تذکرالخواص، تحریر بحر العلوم، تہران، نینوا، صفحہ ۲۵۰

علماء اہل سنت میں سے ابن سعد، ایک مشہور عالم علم رجال ہے، انھیں کے نقل سے: حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک سفر میں کربلا سے گزرتے ہوئے صفین کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، جب وہ نینوا کے مقام پر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے اس زمین کے بارے میں دریافت کیا تو جواب ملا: اس کو "کربلا" کہتے ہیں، کربلا کا نام سن کر امام علیہ السلام اتنا روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن میں حضور اکرمؐ کے پاس آیا جب آپ رو رہے تھے۔ میں نے پوچھا: آپ کو کس چیز نے رلا دیا؟ حضرت ﷺ نے کہا: جبرائیل کچھ لمحہ پہلے میرے ساتھ آئے تھے اور انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ یہ میرا بیٹا حسین علیہ السلام فرات کے کنارے سرزمین کربلا پر مارا جائیگا۔ پھر جبرائیل نے مجھے ایک مشت خاک دی اور میں نے اسے سونگھا اور پھر میں اپنے آنسو نہیں روک پا رہا ہوں۔ [۵۴]

عبداللہ بن وہب بن زمعہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ام سلمہؓ نے مجھے اطلاع دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے رات کو سونے کے لیے لیٹے، گھبرا کر اٹھ گئے۔ پھر دوبارہ آپ سوئے اور گھبرا کر انتہائی پریشانی سے اٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری بار لیٹے، اور اس بار جب وہ بیدار ہوئے تو آپ کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی مٹی تھی جسے وہ چوم رہے تھے۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسول ﷺ، یہ تربت کیسی ہے؟ آنحضرت ﷺ

---

[۵۴] ابن جوزی، تذکرالخواص، ص ۲۵۰

نے کہا: جبرائیل نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ (میرا حسینؑ) عراق میں مارا جائے گا۔ میں نے جبرائیلؑ سے کہا، مجھے وہ زمین دکھایئے جہاں میرا حسینؑ شہید ہوگا. انہوں نے مجھے کربلا دکھائی اور یہ وہیں کی مٹی مختلف کتب اہل سنت اور احمد حنبل نے بھی یہی روایت نقل کی گئی ہے۔[55]

۳ ۔ بیمار کربلا حضرت امام سید سجاد علیہ السلام کا گریہ

ابن عساکر اپنی سند کے ساتھ جعفر ابن محمد علیہما السلام سے نقل کرتے ہیں۔

متن حدیث :

سئل علی بن حسین علیہما السلام ۔ عن کثرۃ بکائہ فقال : لا تلومونی ، فان یعقوب ۔ فقد سبطاً من ولدہ فبکی حتی ابیضت عیناہ من الحزن ولم یعلم انہ مات ، وقد نظرت الی اربعۃ عشر رجلاً من اهل بیتی یذبحون فی غداۃ واحدۃ ولم افترون حزنهم یذهب من قلبی ابداً" [56]

امام سجاد علیہ السلام سے ان کے کثرت گریہ کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے ملامت نہ کرو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں میں سے ایک سے جدا ہو گئے تھے اس قدر روئے کہ انکی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں در

[55] ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۹۰ ـ ۱۹۱

[56] ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۱۹۰ ـ ۱۹۱

حالانکہ ان کا انتقال نہیں ہوا تھا (بلکہ فراق یوسفؑ میں رو رہے تھے) مگر میرے گھر سے چودہ جوان؟" (ابن عساکر اہل سنت کی روایت کے مطابق اور اٹھارہ بنی ہاشم اہل تشیع کی روایت کے مطابق) ایک ہی دن میں ذبح کر دیے گئے پھر بھی تم چاہتے ہو کہ ان کا غم اپنے دل سے نکال دوں۔

۴۔ حضرت زینب کبری سلام اللہ علیہا کا امام حسین علیہ السلام پر گریہ

یزید کے لشکر نے جب امام حسین علیہ السلام کے خاندان والوں کو قتل گاہ سے عبور کرایا، تو آپؑ کی بہن حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی کے بے سر لاشے کو خون میں نہائے ہوئے دیکھ کر فریاد کی: وامحمداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تیرے اوپر آسمان کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں، یہ تیرا حسین علیہ السلام ہے، جو اس صحراء میں اپنے خون میں نہایا ہوا ہے اور اس کے بدن کے اعضاء کٹے ہوئے ہیں اور تیری بیٹیاں اسیر ہیں اور تیرے بیٹوں کے سر کاٹے گئے ہیں. طبری نے لکھا ہے کہ جب جناب زینب سلام اللہ علیہا نے ان کلمات کو ادا کیا تو وہاں پر موجود دوست اور دشمن سب ہی رونے لگے [57]

عاشورا کے بعد امام حسین علیہ السلام پر پہلی مجلس عزا

عاشورا کے بعد شیعہ اور سنی کے مطابق مجلس عزا ایک ہی وقت میں منعقد ہوئی۔

[57] ابو جعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک۔

طبری کی روایت کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام کے مخدرات عصمت وطہارت کو جب مقتل سے گزارا گیا ، اس وقت زینب کبریٰؑ نے اپنے بھائی کو خاک وخون میں غلطاں اور بے سر لاشہ کو دیکھا تو فریاد کی یا محمداہ ﷺ، یامحمداہ ﷺ آپ پر آسمان کے ملائکہ درود و سلام بھیجتے ہیں ، یہ آپکا حسین علیہ السلام ہے جو صحرا میں بھوکا پیاسہ مارا گیا، اور خون میں غلطاں ہے ، جس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے۔یا محمداہ ﷺ! آپؐ کی بیٹیوں کو اسیر کرکے لے جایا جارہا ہے اورآپؐ کی اولاد کو شہداء کے لاشوں سے گزارا جارہا ہے،جن کے جسموں پر خاک اڑرہی ہے ... اس وقت تمام حاضرین نے گریہ کیا۔[58]

طبری نے امام حسین علیہ السلام کے دشمن خولی ابن یزید ازدی ملعون کے گھر کا بھی ذکر کیا ہے ، خولی نے عبید اللہ ابن زیاد سے انعام پانے کے لیے عمر سعد سے امام علیہ السلام کا سر مانگا اور سرؑ کو لیکر قافلہ سے پہلے کوفہ کی طرف چلا گیا ، اور جس وقت وہ دار الامارہ پہونچا دارالامارہ کے دروازے کو بند پایا پھر وہ سر امام علیہ السلام کو لیکر اپنے گھر چلا گیا اور سر مبارک امام علیہ السلام کو صندوقچہ میں چھپا دیا۔اس کی بیوی کو جب یہ

[58] تاریخ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر طبری، ج ۵، دار التراث، ص ۴۵۶/ص ۴۵۵۔

اطلاع ملی تو اس نے امام حسین علیہ السلام کی مظلومیت پر گریہ وزاری کیا اور اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ دیا۔[59]

جب اسیروں کا قافلہ سرزمین شام پر پہونچا اور یزید ملعون کے دربار میں داخل ہوا تو اسراء نے اس کی خوشی کو غم میں بدل ڈالا۔ رسول اللہؐ کے اہل بیت کی آمد کے بعد یزید ملعون نے امام حسینؑ کا سر ان کے سامنے ایک طشت میں رکھا اور لب و دندان مبارک امام حسین علیہ السلام پر چھڑی سے بے ادبی کرنے لگا۔ چنانچہ اہل بیتؑ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ، جو نبی کے ساتھیوں میں سے ایک تھا ، اسے برداشت نہیں کر سکا اور یزید سے کہا: "کیا تم حسین علیہ السلام کے ہونٹوں اور دانتوں پر چھڑی سے مار رہے ہو؟ تم اپنی چھڑی اس جگہ پر مار رہے ہو جہاں میں نے نبی ﷺ کو بوسہ دیتے دیکھا ہے"[60]

ام سلمیٰ سلام اللہ علیہا کا عاشورا کے دن امام حسین علیہ السلام کے لیے گریہ

ترمذی شریف مسلمانوں کی صحاح ستہ میں سے ایک ہے، اس میں یہ ذکر ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب ام سلمیٰؓ کی خدمت میں پہونچے، دیکھا

[59] تاریخ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر طبری، ج ۵، تحقیق ابو الفضل ابراہیم، بیروت، دار التراث، ص ۴۵۶/ص ۴۵۵

[60] ابن عبد ربہ، العقد الفرید، ج ۴، ص ۳۵۸۔

وہ رو رہی ہیں۔" میں نے ام سلمیٰ سلام اللہ علیہا سے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے حضرت رسول خدا ﷺ کو (خواب میں) دیکھا اور آپ کے سر اور چہرہ انور پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ، آپ کو کیا ہوا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے کہا: میں نے بھی حسینؑ کے قتل کا مشاہدہ کیا ہے۔"[61]

اس حکایت کے شواہد اور پیغمبر ﷺ کی زوجہ سلام اللہ علیہا کا امام حسینؑ کے لیے گریہ کرنے کو حاکم نیشاپوری، ابن اثیر، بیہقی، ابن حجر عسقلانی اور دیگر نے مزید تفصیل سے بیان کیا ہے، جو اہل سنّت کے نقطہ نظر سے مشکوک نہیں ہے۔ سنیوں کا نظریہ ابن عباس، پیغمبر ﷺ کے عظیم صحابہ میں سے ایک ہیں، جو مسلمانوں بالخصوص سنّیوں کے درمیان ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں، انہوں نے اپنے ایک خواب کو بیان کیا ہے۔ حاکم نیشاپوری لکھتے ہیں: "ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے خدا کے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ کے بال الجھے ہوے اور خاک آلود ہیں اور خون سے بھرا گلاس دست مبارک میں ہے۔ میں نے کہا: اے خدا کے نبی ﷺ یہ کیا عالم ہے؟ آپ نے جواب دیا: یہ حسینؑ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جو میں نے آج مسلسل اس شیشے میں جمع

[61] امام حافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری، مستدرک علی الصحیحین، ج ۵، ص ۱۶۵۔

کیا ہے۔ ابن عباس نے کہا: میں نے اس دن کو شمار کیا اور اسے حساب کیا تو پتہ چلا کہ امام حسین علیہ السلام ایک دن پہلے شہید ہو گئے تھے۔[62]

سنیوں کی روایتوں کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پیشن گوئی حضور ﷺ نے کی تھی اور اس سلسلہ میں حضور ﷺ کی کچھ بیویوں نے بشمول ام سلمہؓ کو امامؑ پر گریہ فرمایا اور عاشورا کے روز کو گریہ وزاری اور عزاداری کے لیے سنّت کے طور پر پیش فرمایا۔ بعض سنی روایات میں، امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور عزاداری کرنے کو بیان کیا گیا ہے۔ جبرئیل امین کربلا کی مٹھی بھر تربت کو حضور ﷺ کے پاس لاے اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی اطلاع دی اور نبیؐ نے روتے ہوئے مذکورہ تربت کو بوسہ دیا۔[63]

ام سلمہ علیہا السلام امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرتے ہوے غش کھا گئیں

جیسے ہی ام سلمہ علیہا السلام کو امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو کہا:

[62] امام حافظ ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، ج ۴، ص ۴۳۹ و خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۱۴۲/۱ المعجم الکبیر، ج ۳، ص ۱۱۰

[63] محمد بن عبدالواحد الموصلی، النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، مناقب آل محمد، تحقیق علامۃ السید علی عاشور، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ص ۱۰۳

"اوقد فعلوها ملا الله قبورهم نارا ثم بكت حتى غش عليها"

"کہ جنھوں نے اس کام کو انجام دیا ہے خدا ان کی قبروں کو آتش سے پر کر دے اس کے ساتھ ہی رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ غش کھا گئیں۔"

ایک اعتراض : مشکوۃ شریف مترجم باعناوین ج ۳ ص ۲۷۶ پر مذکورہ روایت پر مترجم نے ایک عجیب حاشیہ لگایا ہے کہ یہ روایت قطعاً غلط ہے اس لیے کہ تمام محدثین اور مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ام سلمہؓ، شہادت حسین علیہ السلام سے دو سال قبل وفات پا چکی تھیں۔

جواب: اہل سنت کی معتبر کتاب سیرت حلبیہ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمۃ (رض) کی وفات چوراسی سال کی عمر میں یزید بن معاویہ کی حکومت میں ہوئی تھی اور وہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔[۶۴]

اہل سنت کے معتبر مؤرخ علامہ ذہبی اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ (رض) کی وفات 59 ھ میں ہوئی ہے یہ بھی (انکا) وہم ہے ظاہر یہ ہے کہ ان کی وفات ۶۱ ھ میں ہوئی ہے " والظاہر وفاتها فی سنة احدی و ستین رضی الله عنها "[۶۵]

[۶۴] علی بن ابراہیم، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۱۱ طبع دار المعرفۃ بیروت

[۶۵] شیخ سلیمان قندوزی حنفی کتاب ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۲۱۰

نیز علامہ ذھبی نے اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں ۶۱ (اکسٹھ) کے حوادث میں ام المؤمنین حضرت ام سلمۃ (رض) کی وفات کا ذکر کیا ہے۔

نیز علامہ ذھبی اپنی کتاب سیر أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ امہات المؤمنین میں سے سب سے آخر میں حضرت ام سلمہؓ نے وفات پائی یہاں تک کہ جب حسینؑ کی شہادت کی خبر سنی تو وہ بے ہوش ہوگئیں اور حسین ابن علیؑ کی شہادت کے بعد وہ تھوڑا عرصہ زندہ رہیں اور پھر انتقال کر گئیں۔[۶۶]

"وكانت آخر من مات من امهات المؤمنين عمّرت حتى بلغها فقتل الحسين (ع) الشهيد فو جمت لذلك و غش عليها و حزنت عليه كثيرا لم تلبث بعده الا يسيراً۔"

نیز اہل سنت کی معتبر کتاب مجمع الزوائد میں تصریح موجود ہے کہ جناب ام سلمہ (رض) نے یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں ۶۲ ھ میں انتقال کیا ہے۔ اور اس کو محدث طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے رجال ثقہ ہیں۔[۶۷]

[۶۶] حافظ ابو عبد اللہ شمس الدین الذہبی سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۰۲

[۶۷] حافظ الہیثمی مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴۶

مزید تائید میں: حضرت ام سلمہ (رض) سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حسین ابن علی علیہما السلام کی شہادت پر جنوں کا نوحہ سنا ہے
کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے رجال صحیح ہیں۔[68]

گروہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے پہلے فوت ہو گئی تھیں تو پھر انہوں نے امام مظلومؑ کی شہادت پر جنات کا نوحہ کیسے سن لیا؟ حالانکہ جنات کا نوحہ سننے والی روایت بھی صحیح ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ام سلمہؓ کی وفات بقول ذھبی حکومت یزید میں ۶۱ ہجری میں یا صحیح قول کے مطابق ۶۲ باسٹھ ہجری میں ہوئی ہے "کما فی مجمع الزوائد" جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے۔ بہر حال ان کی وفات امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ہوئی ہے۔ پس مترجم مشکوۃ کا یہ دعوی کرنا کہ ان کی وفات شہادت امام حسینؑ سے دو سال قبل ہونے پر سب مورخین کا اتفاق ہے، یہ دعوی غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔ ابن عباس سے بھی اسی مضمون کی روایت کتب میں پائی جاتی ہے۔[69] مذکورہ روایت سے ام سلمہؓ زوجہ رسول خدا ﷺ کا مصیبت امام حسینؑ کو یاد کر کے رونا ثابت کرتا ہے کہ مصیبت

---

[68] حافظ الہیثمی مجمع الزوائد ج ۹ ۱۹۹

[69] سیوطی، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶ طبع مصر
الحافظ محمد بن یوسف الکنجی، کفایۃ الطالب مناقب علی ابن ابی طالب ص ۴۳۸؛
ابن حجر ہیتمی الصواعق المحرقۃ ص ۱۹۳۔

امام حسین علیہ السلام میں رسول ﷺ خدا نے اپنے سر مبارک اور ریش اقدس میں مٹی ڈالی ہے تو پھر مصیبت امام حسینؑ میں رونا اور سر پہ خاک ڈالنا بدعت نہیں ہے بلکہ عین سنت رسول ﷺ ہے۔

جناب ام البنین سلام اللہ علیہا کا شدید گریہ کرنا

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت ام البنین علیہا السلام واقعہ کربلا کے بعد بقیع جا کر شہداءؑ کربلا پر شدید گریہ وزاری کیا کرتی تھی اور لوگ آ کے ان کا گریہ سنتے تھے حتی کہ مروان ابن حکم جیسا ظالم بھی ان کا نوحہ سنتا تھا اور ان کی اولاد پر گریہ کرتا تھا۔ حضرت ام البنین علیہا السلام نے کربلا کے مظالم پر اتنا گریہ کیا کہ آخر کار آپؑ شدید مریضہ ہو گئیں اور اسی وجہ سے اس دنیا سے چل بسیں اور انھیں قبرستان بقیع میں دفن کر دیا گیا۔

مورخین کا کہنا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب بشیر نے مدینہ میں آ کر حضرت ام البنین علیہا السلام کو ان کے بیٹوں کی شہادت کی خبر دی تو آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچھا، بشیر نے کہا: عباسؑ کو قتل کر دیا گیا۔ آپؑ نے پھر امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو بشیر نے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر دی، لیکن ام البنین علیہا السلام نے فرمایا کہ مجھے ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام کے بارے میں خبر دو تو جب بشیر نے خبر دی تو آپؑ نے فرمایا: "قد قطعت نياط قلبي، اولادي ومن تحت الخضراء

كلهم فداء لأبي عبدالله الحسين "[70] تونے میرے دل کی رگوں کو کاٹ دیا، میری اولاد اور جو آسمان کے نیچے ہیں سب ابی عبداللہ الحسینؑ پر قربان ہوں۔

﴿حصہ سوم﴾
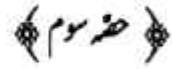
صحابہ کا حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا

۱۔ زید بن ارقم کا گریہ

ابن ابی الدنیا روایت کرتا ہے کہ زید بن ارقم، ابن زیاد کے نزدیک تھے، زید بن ارقم نے ابن زیاد سے کہا کہ اپنی چھڑی کو ہٹالو خدا کی قسم میں نے کئی بار رسول اکرم ﷺ کو ان لبوں کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے اسی کے ساتھ ہی زید بن ارقم نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔[71]

۲۔ انس بن مالک کا گریہ

قندوزی حنفی کہتا ہے کہ جیسے ہی سر مبارک امام علیہ السلام ابن زیاد کے دربار میں وارد کیا گیا اور امام علیہ السلام کے سر مبارک کو ایک طشت میں قرار دیا گیا تو ابن زیاد لعین نے چھڑی سے آپؑ کے دندان مبارک پر مارنا شروع

[70] علامہ سید محمد باقر قرہ باقی ہمدانی، کنز المطالب

شیخ مفید نے بھی اس گفتگو کو ارشاد (ص ۱۱۵-۱۱۴) میں مختصر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

کیا اور کہا کہ اس طرح کے دانتوں کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا انس ابن مالک ابن زیاد کے نزدیک تھا اس نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ امام حسین علیہ السلام حضرت رسول اکرم ﷺ کی شبیہ تھے۔[72]

تابعین کا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا

۱۔ حسن بصری کا گریہ

زہری کہتا ہے کہ

لما بلغ الحسن البصری قتل الحسين عليه السلام بكى حتى اختلج صدغاه ثم قال :

واذل امة قتلت ابن بنت نبيها[73]

"امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کی خبر جب حسن بصری تک پہنچی تو اس نے رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ دونوں رخسار آنسوں سے تر ہو گئے اسی وقت کہا کہ ذلیل ترین ہے وہ قوم جنھوں نے اپنے پیامبر ﷺ کے بچوں کو قتل کیا۔"

۲۔ ربیع بن خیثم کا گریہ

تابعین میں سے جو امام حسین علیہ السلام کی یاد میں روئے ان میں سے ربیع بن خیثم تھے۔

[72] علامہ سید محمد باقر قرہ باقی ہمدانی، کنز المطالب

[73] احمد بن یحیٰی بن جابر بن داود البلاذری، انساب الاشراف ج ۳ ص ۲۲۵

سبط ابن جوزی، تذکرہ الخواص ص ۲۳۸

سبط ابن جوزی نقل کرتا ہے

لما بلغ الربیع بن خثیم قتل الحسین ۔بکی و قال : لقد قتلو فتیۃ لو رآھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا حبھم ، اطعمھم بیدہ ، اجلسھم علی فخذہ "[74]

جیسے ہی امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کی خبر ربیع بن خثیم تک پہنچی اس نے رونا شروع کر دیا اور کہا ایسے جوان کو شہید کیا گیا ہے کہ حضرت سول خدا ﷺ ہر وقت ان کو دیکھتے اور ان کو دوست رکھتے تھے اپنے ہا تھوں سے کھانا کھلاتے اور اپنے زانو پر بٹھاتے تھے۔[75]

اہل سنت کی عظیم شخصیت کا امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا

امام شافعی کا گریہ

میرا دل آہ آہ کر رہا ہے میرا دل کبیدہ خاطر ہے

اور عجب اضطراب کا عالم ہے ہے کوئی جو سید نا امام حسین علیہ السلام کو میرا پیغام پہنچائے؟ آپ بے جرم وخطا مظلوم شہید کر دیے گئے گویا آپکی قمیص خون سے رنگ دی گئی تلواریں غلط استعمال پر غم زدہ ہیں اور نیزے چیخ رہے ہیں، اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ کے بعد رونے کی آوازیں آ رہی ہیں نیا آل محمد ﷺ کے غم میں کانپ اٹھی، قریب تھا کہ جامد پہاڑ بھی پگھل

[74] سبط ابن جوزی تذکرۃ الخواص ص ۲۶۸

[75] "سیدالشہداء علیہ السلام پر گریہ اہل سنت کی نظر میں" تحریر: سید حسنین حیدر کاظمی

جائیں، ستارے چھپ گئے اور تاروں پر کپکپی طاری ہو گئی پردے پھاڑ دیے گئے اور گریبان تار تار کر دیے گئے اس ہاشمی پیغمبر ﷺ پر تو درود پڑھا جائے اور ان کی اولاد سے جنگ کی جائے؟ کتنے تعجب کی بات ہے۔

"اگر آل محمد ﷺ سے محبت کرنا میرا گناہ ہے

تو یہ ایسا گناہ ہے جس سے میں توبہ نہیں کر سکتا" یہی وہ لوگ ہیں جو میدان حشر میں میرے سفارشی ہونگے جس وقت آنکھیں طرح طرح کے عذاب وعقاب کے ہولناک مناظر دیکھیں گی۔[76]

[76] دیوان امام شافعی ص ۸۳

﴿حصہ چہارم﴾

آسمان وزمین، فرشتے اور جنات کا حضرت امام حسینؑ پر گریہ

شہادت امام حسین علیہ السلام پر آسمان نے خون کے اشک بہائے

متن حدیث : "عَنْ نَضْرَةَ الْأَزْدِيَةِ قَالَتْ: لَمَّا أَنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بن علي (عليهما السلام) مَطَرَتِ السَّمَاءُ دَماً فَأَصْبَحْتُ وَ كُلُّ شَيْءٍ لَنَا مَلْآنُ دَماً" ۔[۷۷]

نضرۃ ازدیہ کہتا ہے کہ: جب حسین ابن علی علیہما السلام کو شہید کیا گیا تو آسمان سے خون برستا تھا اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے گھر کی تمام چیزیں اور سامان خون آلود ہو گئی تھیں۔

متن حدیث: " جعفر بن سليمان قال حدثني خالتي أم سالم قالت لما قتل الحسين بن علي مطرنا مطرا كالدم علي البيوت والجدر قال وبلغني أنه كان بخراسان والشام والكوفة۔ " [۷۸]

---

۷۷ المزی، تہذیب الکمال، ج ۶، ص ۴۳۳ و ابن حبان، الثقات، ج ۵، ص ۴۸۷
ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۳۱۲، ۳۱۳
ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۲۲۷ ـ ۲۲۸

۷۸ المزی، تہذیب الکمال ج ۶، ص ۴۳۳ ـ ۴۳۴
ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۳۱۲ ـ ۳۱۳

" جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ میری خالہ ام سالم نے کہا ہے کہ: جب حسین ابن علی علیہما السلام کو شہید کیا گیا تو خون کی بارش گھروں اور دیواروں پر برستی تھی اور کہا کہ مجھے خبر ملی ہے یہی خون والی بارش شام، خراسان اور کوفہ میں بھی ہوئی تھی۔"

شہادت امام حسین علیہ السلام پر زمین کے عجیب حالات...دیواروں سے پتھروں سے خون جاری ہوا

۱۔ ابو نعیم کی روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے تو بارش ہوئی، ہم نے صبح کو دیکھا تو ہمارے ڈول اور مٹکے اور ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

۲۔ ام حبان کہتی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے تین دن ہم پر اندھیرا چھا گیا۔ اور اگر بیت المقدس کا کوئی پتھر اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے سے تازہ خون جوش مارتا تھا۔

الذہبی، تاریخ الاسلام، ج ۵، ص ۱۶
ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ۱۴، ص ۲۲۸ ـ ۲۲۹

٣۔ سفیان ثوری بیان کرتے ہیں: میری دادی شہادت امام حسین علیہ السلام کے وقت جوان تھی وہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آسمان ان شہداء علیہم السلام کئی دن تک روتا رہا۔

٤۔ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں تحریر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان روتا رہا۔ دیواروں کو دیکھتے تھے تو گویا ایسا لگتا تھا ان پر رنگین چادریں پڑی ہوئی ہیں، تین دن تک اندھیرا رہا۔ پھر سمان پر سرخی نمودار ہوئی۔

٥۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے دن کوئی دنیا کا پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون جوش مارتا ہوا نظر آیا۔ آسمان سے خون برستا رہا، اور اس کا اثر ایک مدت تک کپڑوں میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ کپڑے پھٹ گئے۔

۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا سر جب دارالامارہ ابن ریاد میں لایا گیا تو دیواروں سے خون جاری ہو گیا۔

٧۔ ثعلبی روایت کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر آسمان روتا رہا اور اس کا گریہ سرخی کی شکل میں نمودار ہوتا تھا۔

۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ آسمان کے کنارے امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد چھ ماہ تک سرخ رہے اور پھر وہ سرخی ہمیشہ نمودار ہونے لگی۔

٩۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ یہ سرخی جو شفق کے ساتھ ہے امام حسین علیہ السلام کے قتل سے پہلے نہ تھی۔

١٠۔ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونے کی حکمت یہ ہے کہ غضبناک کو سرخ کر دیتی ہے اور اللہ جسم سے منزہ ہے لہٰذا اس کا غضب ان لوگوں پر جن کے ہاتھ سے امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے سرخ آسمان کی شکل میں ظاہر ہوا۔[79]

توجہ: یہ تو غیر ذوی العقول کے گریہ کا عالم تھا اسی طرح انسان اور جنوں نے گریہ وزاری کی اور اب تک یہ گریہ وزاری کا سلسلہ جاری ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر دنیا کا تاریک ہو جانا۔

متن حدیث:

"حدثنا خلف بن خليفة، عن أبيه، قال: لما قتل الحسين اسودت السماء، وظهرت الكواكب نهارا حتي رأيت الجوزاء عند العصر وسقط التراب الأحمر."[80]

---

[79] عبید اللہ امر تسری ارجح المطالب ص ٣٧٧

[80] المزی، تہذیب الکمال، ج ٦، ص ٤٣١ – ٤٣٣ وابن حجر، تہذیب التہذیب، ج ٢، ص ٣٠٥ و ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج ١٤، ص ٢٢٦

خلف بن خلیفہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو آسمان اتنا تاریک ہو گیا کہ دوپہر کے وقت آسمان پر ستارے ظاہر ہو گئے۔ یہاں تک کہ ستارہ جوزا دوپہر کے وقت دیکھا گیا اور سرخ رنگ کی خاک آسمان سے گری تھی۔

امام حسین علیہ السلام پر فرشتوں کا گریہ

عبدالقادر جیلانی غنیہ الطالبین میں نقل کرتے ہیں، ستر ہزار فرشتے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد زمین پر اترے جو قیامت تک قبر امام حسین علیہ السلام پر روتے رہینگے۔

جنات کا امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر رونا اور نوحہ کرنا

متن حدیث: "حدثنا عبدالله قال حدثني أبي نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، قَالَ : نا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ : " سَمِعْتُ الْجِنَّ يَبْكِينَ عَلَى حُسَيْنٍ ، قَالَ : وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : سَمِعْتُ الْجِنَّ تَنُوحُ عَلَى الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [81] "

اُم المومنین اُم سلمہؓ نے فرمایا: میں نے جنوں کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے سنا ہے۔

[81] ابی عبداللہ احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ ج ۲ / ص ۷۷۳ / رقم ۱۳۷۳ / المعجم الکبیر للطبرانی ۳/۱۲۱ ح ۲۸۶۲، ۳/۱۲۲ ح ۲۸۶۷، المطالب العالیہ لابن حجر العسقلانی / ل ۴ / ۷۵ / ۱۳ / رقم امام ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج ۲ / ص ۵۳ / طبع دار البیت

﴿ حصہ پنجم ﴾

دیگر گروہ و افراد کا امام حسینؑ پر گریہ

اہل کوفہ کا گریہ

جیسے ہی قیدیوں کی سواریاں کوفہ پہنچیں تو وہ اہل حرم کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے اور ہر طرف سے صدائے گریہ و آہ و بکا تھی۔ [82]

توابین کا گریہ

عائشہ بنت الشاطی کہتی ہیں:

ابھی ۶۵ ہجری ما آغاز نہ ہوا تھا کہ گروہِ توابین (یا لثارت الحسین علیہ السلام) نعرہ لگاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے جس سے بنی امیہ کے پیروں تلے زمین کھسک گئی چنانچہ وہ اپنے اسلحے سے سج دھج کر قبر امام حسین علیہ السلام کی طرف اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے بڑھے۔

و اذ قال موسى لقومه يقوم انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل فتوبو ا الى بارئكم فاقتلو ا انفسكم ط ذلكم خير لكم عند بارئكم ط فتاب عليكم ط انه هو التواب الرحيم [83]

[82] "سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ اہل سنت کی نظر میں" تحریر: سید حسنین حیدر کاظمی

[83] سورہ بقرہ ایت ۵۴

اور (وہ وقت بھی جب) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم تم نے بچھڑے کا انتخاب کرکے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ "توبہ کرو اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف لوٹ آؤ اور اپنے نفسوں کو قتل کرو۔ تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں یہ کام تمہارے لئے بہتر ہے پھر خدا نے تمہاری توبہ قبول کرلی۔ کیونکہ وہ تواب ورحیم ہے۔

جیسے ہی قبر امام علیہ السلام پر پہنچے سب ایک ساتھ چیخ مار کر رونے لگے انھوں نے ایسا گریہ کیا کہ لوگوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا توابین ایک دن وہاں پر ٹھہرے اور اپنے خضوع کا اظہار کرتے رہے "[۸۳]

سبط ابن جوزی حنفی کا خطاب کے وقت شدید گریہ کرنا

وقد سئل في يوم عاشوراء زمن الملك الناصر صاحب حلب أن يذكر للناس شيئا من مقتل الحسين فصعد المنبر وجلس طويلا لا يتكلم ثم وضع المنديل على وجهه و بكى شديدا ثم أنشا يقول وهو يبكي ويل لمن شفعاؤه خصماؤه والصور في نشر الخلائق ينفخ لا بد أن ترد القيامة فاطم و قميصها بدم الحسين ملطخ ثم نزل عن المنبر و هو يبكي و صعد الي الصالحية و هو كذلك [۸۵]

ناصر بادشاہ کے زمانے میں حلب کے گورنر نے سبط ابن جوزی سے درخواست کی کہ وہ لوگوں کے سامنے تھوڑا سا امام حسین علیہ السلام کا مقتل بیان

[۸۳] "سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ اہل سنت کی نظر میں" تحریر: سید حسنین حیدر کاظمی

[۸۴] ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۷، ص ۳۴۴۔ ۳۴۵

کرے، یعنی مصائب امام حسین علیہ السلام بیان کریں۔ وہ منبر پر گئے اور کافی دیر خاموش رہے، پھر ایک رومال چہرے پر رکھا اور بہت شدت سے رونے لگے، اور یہ اشعار روتے روتے پڑھ رہے تھے: " اس شخص کے حال پر وائے ہو کہ جس کے شفیع اس کے دشمن ہو جائیں۔ جب مخلوقات کو محشور کرنے کے لیے صور پھونکا جائے گا، تو یقینا جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا روز قیامت وارد ہوں گی، اس عالم میں کہ آپ کا لباس امام حسین علیہ السلام کے خون سے آلودہ ہوگا " اسی گریے کے عالم میں ابن جوزی منبر سے نیچے آئے اور گریہ کرتے ہوئے مدرسہ صالحیہ چلے گئے۔

﴿ حصہ ششم ﴾

مختلف ادوار میں حضرت امام حسینؑ پر گریہ

اہل خراسان کی حضرت امام حسین علیہ السلام پر عزاداری

یہ صرف عراق ہی نہیں تھا جو پیغمبر ﷺ کی اولاد کے شہید ہونے اور عاشورا کے سانحے پر غمزدہ تھا ، بلکہ مشرق میں خراسان میں بھی، بنی امیہ اور پھر بنی عباس کی مسلسل مظالم کے باوجود عزاداری سید الشہداءؑ ہوتی رہی،اور ظلم کا جو سلسلہ عاشورا کے واقعہ سے شروع ہوا تھا وہ مسلسل جاری رہا یہاں تک ۱۲۲ھ میں زید ابن علی ابن حسین علیہ السلام انتہائی بے دردی شہید کردیے گئے۔

یعقوبی لکھتے ہیں: "جب زید کو شہید کیا گیا تو خراسان کے شیعوں میں ایک تحریک پیدا ہوئی۔ "انہوں نے لوگوں کو اہلبیتؑ کے خلاف بنی امیہ کے مظالم سے واقف کرایا۔[86]

[86] احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، ج ۲ ص ۳۲۶۔

عاشورا نے مسلمانوں کے خالص جذبات کو بیدار کیا اور لوگ ، بشمول بہت سے سنی ، کربلا کے واقعہ اور خاندان پیغمبرؐ پر ہوئے ظلم و ستم سے لاتعلق نہیں رہ سکے۔ ائمۂ معصومین علیہم السلام نے کربلا کی یاد کو مختلف طریقوں سے اور مختلف مواقع پر زندہ رکھا۔ جیسے امام حسین علیہ السلام کے لیے عزاداری اور لوگوں کو ماتم کرنے کی ترغیب دینا اور آخرت میں بہت سے انعامات کا وعدہ کرنا اور عزاداری امام حسین علیہ السلام کے ذریعے دنیاوی نعمتیں حاصل ہونا، اور اہل بیت علیہم السلام کے دکھوں کے اظہار کے لیے مسلم شعراء کا اپنی زبان میں عاشورا کا واقعہ بیان کرنا تھا۔ خراسان کے لوگوں نے ان چند مواقع سے فائدہ اٹھایا جو پیدا ہوئے اور اہل بیت رسول علیہم السلام کے لیے ماتم کیا۔ خراسان میں امام رضاؑ کی آمد کے ساتھ ہی ان کے جذبات میں اضافہ ہوا اور لوگوں کے سوگ کو مذہبی اصولوں اور صحیح اسلامی اہداف سے ہم آہنگ کیا گیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے خود سوگواروں کی قیادت سنبھالی۔ محرم کی دہائی کے دوران ، امام علیہ السلام باقاعدہ طور سے اور ہر سال اپنے دادا امام حسین علیہ السلام کا ماتم کرتے تھے۔ مشہور شیعہ شعراء میں سے ایک دعبل خزاعی ہیں جو کہتے ہیں: میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوگ منا رہے ہیں۔[87]

[87] ابو لفراج اصفہانی، الاغانی، ج ۲۰ ص ۱۴۸

دوسری صدی سے عباسیوں کی طرف سے حسینی مخالف ماحول کے باوجود ، جو بتدریج امام حسین علیہ السلام کی یاد کو عباسی حکومت کی سلامتی کے لیے خطرہ سمجھتا تھا ، لیکن عظیم سنی شخصیات عاشورا اور قربانیوں کو نہیں بھولے۔ رسول خداﷺ کے خاندان کے لیے عزاداری کیا، ان عظیم شخصیات میں محمد بن ادریس الشافعی جو کہ اہل سنّت کے امام ہیں۔امام شافعی کے مختلف اشعار اور رسول خداﷺ کے اہل بیت علیہم السلام سے محبت، بشمول خاص کر امام حسین علیہ السلام کے لیے ماتم کرنا ان کے نزدیک ایک فطری عمل لگتا ہے۔

خراسان میں عزاداری

سلجوقیوں کے دوہرے دباؤ میں کمی اور خوارزم شاہیوں کی کارکردگی کے ساتھ ، جن کے پاس شیعہ مذہب کی بنیادیں تھیں اور پہلے اسلامی دور سے پیغمبرﷺ کے اہل بیت علیہم السلام کی پیروی کرتے تھے ، حسینی سوگ کا ماحول بہتر بنایا ، اگرچہ رکاوٹیں کبھی ختم نہیں ہوئیں۔

آل بویہ کے دور میں عزاداری

چوتھی صدی میں، عباسی خلافت کے تیسرے مرحلے میں عباسی خلفاء کی طاقت ، جو برسوں پہلے عملی طور پر متحارب اور جنوبی ترکوں کو منتقل کی گئی تھی ، بتدریج ترک عناصر کے کمزور ہونے کے ساتھ ، درحقیقت ۳۳۴ ھ میں بغداد فتح کرنے کے بعد احمد ابن بویہ جو معز

الدولہ کے نام سے جانا جاتا ہے جو اسلامی دنیا کے بیشتر علاقوں کی سیاسی اور عسکری طاقت والے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس خاندان نے مختلف اقدامات کیے ، جیسے شہداء کربلاؑ کے سوگ میں رکاوٹوں کو دور کرنا،شدید سیاسی رکاوٹوں کو ہٹانے کے ساتھ ، امام حسین علیہ السلام کا ماتم وسیع پیمانے پر پھیلایا۔ اور مختلف ادبی جہتوں میں ترقی کی۔ اس دور میں عربی بولنے والے شعراء کے علاوہ فارسی شعراء نے بھی امام حسین علیہ السلام کے غم میں اشعار لکھے اور ماتم کیا ، فارس ، عجم عراق ، خراسان ، اور برصغیر میں فارسی بولنے والے لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کا ماتم کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ بغداد ، جو کہ آل بویہ کے وقت سنیوں اور شیعوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور دونوں مذاہب کے پیروکاروں کی آبادی پر مشتمل تھا،آل بویہ کی آمد کے بعد عاشورہ کے دنوں میں تعطیل ہوجایا کرتی تھی۔ بعض اوقات سیاہ لباس میں ملبوس لوگ،اور ساتھ ہی ساتھ ماتمی جلوسوں میں اپنے سینوں کو لوگ پیٹتے اور ماتم کرتے تھے۔[۸۸]

مصر سمیت دیگر شہروں میں ، شیعہ اور سنی دونوں ، ام کلثوم اور نفیسہ کے مقبروں کے قریب جمع ہوکر سوگ مناتے، اور تبرک اور سوگواری پر بڑی رقم خرچ کرتے ہے۔ مقریزی کے مطابق ، یہ

۸۸ اسماعیل ابن کثیر ، البدایہ والنہایہ ، جلد ۱۱ ، ص ۲۷۶ ، ۲۸۶

سوگواری مصر کے سنی لوگوں میں اس قدر تھی کہ فاطمیوں کے زوال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور ایوبی ،فاطمیوں اور شیعوں کی مخالفت کے باوجود اسے روک نہیں سکے۔[89]

عباسی خلافت میں مشرق میں اصفہان سے آل بویہ (۴۴۷ھ) کے زوال کے بعد سنی سلجوقیوں کی حکمرانی میں، سنیوں نے شیعوں کے ساتھ مل کر نجف اور کربلا کا دورہ کیا اور وہاں جاکر امام حسین علیہ السلام اور ان کے انقلاب کے ساتھ اپنی وفاداری ظاہر کی۔ عبدالجلیل رازی قزوینی اس وقت اصفہان کے سنی لوگوں کے سوگ کا بھی حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہر سال عاشورا کے دن ، انہوں نے یہ تعزیت ،نوحہ خوانی اور گریہ و بکا کے ساتھ پیش کی۔ بغداد میں عاشورہ کو دکانیں بند کر دی جاتی تھیں اور جہاں مرد امام حسین علیہ السلام پر ماتم کرتے تو عورتیں امام حسینؑ کے لیے اپنے سر کے بال کھول کر روتی اور سینہ کوبی کرتی تھیں۔

[89] تقی الدین المقریزی، ذکر الخطط والاثار فی خطبہ واعتبار ص ۱۸-۳۱۴۔

غزنویوں میں شہداء کربلا کی عزاداری

غزنوی خاندان (۳۵۱-۳۵۸ ہجری) ، جس نے کئی سالوں تک عالم اسلام کے مشرقی حصے پر حکومت کی ۔ انھوں نے بھی شہداء کا غم منایا ۔ اسی دور کے حکیم ناصر خسرو غوبدیانی بلخی (۳۸۴-۴۸۱ ھ) جو عاشورا اور عزاداری میں سب سے اچھے شاعر سمجھے جاتے ہیں اور شیعہ مذہب پر یقین رکھتے تھے، ابوالماجد مجدود مجدائی سنائی غزنوی (۶۱۲-۵۴۳ھ) امام حسینؑ محرم اور عاشورا پراور دیگر شہداء اہل بیتؑ کی شہادت میں مصیبت کے اشعار مرتب کیے ہیں ۔

تیموریوں کی عزاداری (۹۱۱ - ۷۸۲ ھ)

تیموری ، جو بنیادی طور پر سنیوں کے پیروکار تھے ، اقتدار میں آنے کے بعد ، خاص طور پر تیمور کی موت کے بعد ، اسلامی دنیا ، خاص طور پر خراسان میں بہت سے ثقافتی ، ادبی اور تہذیبی کاموں کا ذریعہ بن گئے۔ خاندان رسالت کے لیے محبت اور امام حسین علیہ السلام کی عزاداری جو کئی سالوں سے سنیوں میں پھیلی ہوئی تھی۔[90]

تیموری دور میں ، شہداء کا سوگ مختلف طریقوں سے منایا جاتا تھا۔ اس طرح کہ اس میں تنوع کے لحاظ سے اور معیار کے لحاظ سے دونوں

[90] عبدالرزاق سمرقندی، مطلع سعدین و مجمع بحرین، جلد ۲، لاہور، ۱۹۸۱ء

میں اضافہ ہوا۔ اہل بیتؑ اور مخالف امیہ اور عباسیوں کی اس فضا نے معاشرے کو اہل بیتؑ کے مزید اصولوں کی قبولیت کی طرف معاشرے کو تیار اور فروغ دیا۔[91]

اس وقت خراسان کے لوگ ہر سال عاشورا کے موقع پر ایک مجلس منعقد کرتے تھے، جس میں وہ عاشورا کے واقعات اور کربلا کے شہداء کی مصیبتوں کو بیان کرتے تھے۔ ان مجلسوں میں بڑے بڑے خطیب، شاعر اور مذہبی اسکالرز ابا عبداللہ الحسینؑ کی مصیبت کا ذکر کیا کرتے تھے۔

سلطنت عثمانیہ میں عزاداری

خلافت عثمانیہ جو کہ تیمور لنگ (۷۷۱-۸۰۷) کے عروج سے پہلے ایشیا (موجودہ ترکی) میں قائم ہو چکی تھی، تیمور کی موت کے بعد، خاص طور پر تیموری دور کے آخر میں، اس نے مختلف طریقوں سے توسیع کی اور ۱۱ ویں صدی ہجری میں تمام عرب ممالک، بلقان سے لے کر آسٹریا اور شمالی افریقہ کے اسلامی ممالک کو فتح کیا اور سلجوق رومی سلطنت پر حکومت کی۔ دنیا کے بیشتر حصوں میں اسلامی خلافت۔ اسلام قائم ہوا۔

۹۱ ڈاکٹر کامل مصطفیٰ شیبی، دین و تصوف ص ۲۶

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے، سنی کردوں کی امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر اور امام حسین علیہ السلام کے عاشورا کو ماتم کرنے کی ایک طویل تاریخ ہے۔ چونکہ کرد بنیادی طور پر سلطنت عثمانیہ (بشمول موجودہ عراق، شام اور ترکی) میں رہتے تھے، ان کے سوگ کا مطالعہ دراصل سلطنت عثمانیہ کے کچھ حصوں میں سنی عزاداری کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ مضمون صفوی سلطنت میں سنیوں کے سوگ کو ظاہر کرتا ہے۔ عراق سے ایک بات کا پتہ چلتا ہے کہ سنی قدیم زمانے سے امام حسینؑ کی مجالس عزاء میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ عراق کے شہر ناصریہ کے بارے میں کہا جاتا ہے: ناصریہ کے لوگ شیعوں کے ماتمی جلوسوں میں شریک ہوتے ہیں اور اپنے ماتمی گروہ کی تشکیل میں حصہ لیتے ہیں۔[92]

تیموریوں کے بعد سنی عزاداری (۱۱ ویں صدی سے اب تک)

۹۱۱ ہجری کے بعد سے، اسلامی دنیا بتدریج مختلف علاقوں اور مختلف سیاسی دائروں میں تقسیم ہو گئی اور ہر حصے نے ایک آزاد حکومت اور ایک الگ سلطنت بنائی۔ صفوی خاندان نے شاہ اسماعیل صفوی کی قیادت میں تیموری سلطنت کے مغربی حصے کو فتح کیا۔ سلطنت عثمانیہ نے ایشیا،

۹۲ سید صالح شہرستانی تاریخ النیاحۃ علی الامام الشہید الحسین بن علی علیہم السلام جلد ۲، ص ۷۴ / ص ۴۹۔

پھر عرب اور افریقی سرزمین کو فتح کیا، انہوں نے براعظم کو فتح کیا اور دنیا کے اس حصے میں ایک عظیم اور طاقتور حکومت قائم کی۔
بعض سنیوں کی شیعوں سے دشمنی کے باوجود، جو کہ صفوی خاندان کے عروج کے بعد، شدت اختیار کر چکی تھی، اہل سنت امام حسین علیہ السلام کے لیے عزاداری کرتے تھے۔ خاص طور پر سنی عرفاء اپنی ادبی، صوفیانہ اور سماجی کوششوں کا کچھ حصہ اسی میں صرف کیا۔

عاشورہ اور دانشمندان اہل سنت

۱۔ مورخین

سنی مورخین اور عاشورا

تیسری صدی میں جب عباسیوں نے اہل بیت علیہم السلام کی رسومات بالخصوص امام حسین علیہ السلام کی یاد اور عاشورا کی عزاداری کو رکوادیا، اور متوکل عباسی نے ۲۳۶ ھ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقدس مزار کو منہدم کروادیا۔

سب سے اہم اسلامی اسکالر جس نے کربلا کے عظیم انقلاب کی متعدد روایات کو لوط ابن یحییٰ نامی راوی بیان کرتا ہے جو ابو مخنف ازدی کے نام سے جانا جاتا ہے (وفات ۱۵۷ ھ) اور محمد بن جریر الطبری (۲۲۴-۳۱۰ ھ) طبری نے نہ صرف کربلا کے واقعات کو ابو مخنف سے بیان کیا ہے بلکہ اہل بیت علیہم السلام کی اسیری اور کوفہ کے واقعات اور عبید اللہ زیاد کی محفلوں میں لوگوں کے سوگ اور پھر شام میں یزید بن معاویہ کے دربار میں امام حسین علیہ السلام کا طشت میں سر اقدس کا پیش کرنا اور پھر یزید بن معاویہ کا بے ادبی کرنا اور وہاں موجود کچھ لوگوں کا یزید پر

ملامت کرنا، وہاں موجود لوگوں کا زار و قطار رونا ان کی اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ہمدردی کی خبر دینا جیسے واقعات بیان کیے۔ [۹۳] طبری کے بعد یہ طریقہ دوسرے سنی مورخین نے اختیار کیا، جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا۔ بعض اوقات قصہ گو امام حسین علیہ السلام کے مزار پر آتے تھے اور واقعات کی زبان میں ان کے سوگ اور مصائب بیان کرتے تھے۔

۲۔ مقتل نویسان

سنیوں کے درمیان مقتل نویسی

جیسا کہ سنی مورخین نے کربلا کے واقعات کی تفصیلات درج کرنے اور امام حسین علیہ السلام کے سوگ کو قائم کرنے کی کوششوں کا ذکر کیا ہے، طبری نے حسینی انقلاب کی داستان لکھنے اور اسے زندہ کرنے کی کوششوں میں جو راستہ کھولا اسے جاری رکھا گیا اور چھٹی صدی میں اسلام کی تاریخ میں ایک نئی شاخ " مقتل نگاری " کے نام سے قائم ہوئی اور کچھ سنی علماء نے اس مسئلے کو آزادانہ طور پر نمٹایا۔ ان گروہوں میں سے ایک ابو المعیاد الخوارزمی (وفات ۵۶۸) ہیں۔ جس نے عاشورا کے واقعہ پر ایک قیمتی اثر پیدا کیا جو کہ خوارزمی

[۹۳] محمد بن جریر طبری تاریخ طبری، ج ۵، ص ۴۶۵

کے مقتل کے نام سے جانا جاتا ہے اور قابل اعتماد بھی ہے۔ یہ ماتم اور مقتل سنیوں کے درمیان امام حسین علیہ السلام کی یاد اور ان کی قربانیوں کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ شعراء، ذاکرین و خطباء

نورالدین عبدالرحمٰن جامی (۸۱۷-۸۸۹ ھ)

عبد الرحمٰن جامی نے پیغمبر ﷺ کے اہل بیت علیہم السلام کے لیے عزاداری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، چنانچہ وہ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں امام حسین علیہ السلام کے مزار کی زیارت کے لیے کربلا بھی گئے۔ [۹۴]

کمال الدین ملا حسین واعظ کاشفی (وفات ۹۱۰)

تمام مبلغین میں ملا حسین واعظ کاشفی ایسی شخصیت تھی جو شیعہ اور سنی دونوں فرقوں میں انتہائی قابل احترام اور مشہور تھے۔

[۹۴] عبد الواسع نظامی باخرزی، مقامات جامی، تہران، نشر نی، ۱۳۷۱، ص ۱۷۴

گرچہ ملا حسین واعظ کاشفی کا لکھا ہوا روضہ الشہدا پہلا فارسی مقتل نہیں ہے، [95] سنیوں نے اس مقتل کو فارسی بولنے والوں میں سب سے زیادہ باثر، مشہور اور پائیدار مقتل جانا ہے۔

واعظ کاشفی، جو بنیادی طور پر ہرات اور سبزوار اور اس کے گرد ونواح کے علاقوں میں تبلیغ کرتے اور ان شہروں میں خصوصا ہرات کے اسکولوں میں محرم کے دنوں میں اور دیگر مواقع پر پر کشش اور موثر انداز میں مقتل پڑھا کرتے تھے۔ ملا کمال الدین حسین کاشفی کے طلباء، جو زیادہ تر سنی تھے وہ بھی امام حسین علیہ السلام پر نوحہ خوانی کے لیے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان کے ایک سنی طالب علم محمود وصفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد کی وفات کے بعد نیشابور کا سفر کیا جو اس وقت تک وہ سنی تھے۔ اس شہر کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ کاشفی کے شاگردوں میں سے ہیں تو اہل نیشاپور کاشفی کی موت پر اپنے غم کا اظہار کیا اور اس بات پر زور دیا کہ وہ کاشفی کے روضہ الشہداء سننے کے خواہاں ہیں۔ لہٰذا، اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ کاشفی کی یاد تازہ کرنے کے لیے اس کے انداز میں ان کے لیے روضہ پڑھے۔

---

[95] آقا بزرگ تہرانی، الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، جلد ۱۱، ص ۲۹۵

[96] محمود وصفی، بیداء الوقف، ج ۲، تہران، بنیاد فرہنگ ایران، ص ۲۶۷

وصفی نے ان کی درخواست پر عمل کیا، جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ [96]

فخر الدین علی صافی کاشفی

ملا حسین کاشفی سبزواری کے بیٹے فخرالدین علی صفی اپنے والد کے بہت سے شیعہ اور سنی شاگردوں میں کاشفی سے مشابہت رکھتے تھے۔ لہٰذا، وہ اپنے والد کے راستے کے سب سے بڑے پیروکار کے طور پر جانے جاتے ہیں، خاص طور پر فصاحت و بلاغت کے فنون میں۔ ان پر ان کے والد کی طرح الزام لگایا گیا انھیں کچھ سنیوں نے شیعہ اور کچھ شیعوں نے انھیں سنی کہا۔

فخرالدین علی صفی نے کتاب ''لطیف الطائف'' میں تحریر کیا۔ جس سے ملا حسین کاشفی کے مذہب، فکر اور قلم کی یاد دلاتا ہے۔ انہوں نے ہرات میں شہداء کربلا علیہم السلام کے سانحے کا تذکرہ کیا۔ تیموریوں کے زوال کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لیے جارجیا گئے، جہاں انہوں نے تبلیغ کی، رہنمائی کی اور شہداء کربلا علیہم السلام پر عزاداری کی۔ ان کے علاوہ، مشہور ماتم کرنے والے اور تقریر کرنے والے جنہوں نے تیموری دور میں امام حسین علیہ السلام کے سوگ کو شائع

کیا، سیدابوالحسن کربلائی ، حیدر علی مادہ ، سید علی (العین) وغیرہ کا نام کر کیا جا سکتے ہیں۔ نیز اس دور تیموری میں جمعہ کی نمازیں ، اجتماعات، مذہبی اسکول میں اہل بیت علیہم السلام کے مناقب اور ان کے مصائب بیان کیے جاتے تھے ۔ بعض صورتوں میں جمعہ کے خطبوں میں خلفاء کی جگہ ائمہ علیہم السلام کے ناموں ذکر کیا جاتا، اور عوامی طور پر تیموری سلطانوں سے اس عمل کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا۔[۹۷]

سوگ کے علاوہ ، خاص طور پر قرآن مجید کی تلاوت ، جو بنیادی طور پر محرم کے مہینے اور عاشوراکے دنوں میں منعقد کئے جاتے تھے ، اور ان کے لیے کسی خاص وقت یا مخصوص جگہ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی ، بلکہ عوامی مقامات، مساجد ، بازاروں ، اسکولوں میں بھی یہ عمل جاری تھا۔ منقبت اور حمد کی تلاوت ، جو تیموریوں کے اقتدار میں آنے سے کئی سال پہلے لوگوں کی سماجی اور مذہبی زندگی میں داخل ہوچکی تھی ، اس خاندان کے دور میں زبردست رفتار حاصل کی، یہاں تک کہ ہرات شہر جو کہ بنیادی طور پر سنی اور یہ ان کا سب سے

---

۹۷ معین الدین محمد اسفزاری، روضات الجنات فی اوصاف مدینہ ہرات ج ۲ ص ۳۰۔ ۳۲۸

اہم شہر اور دارالحکومت سمجھا جاتا تھا۔ ان حلقوں میں سنیوں اور شیعوں نے موقع اور حالات کے مطابق حصہ لیا۔

اگرچہ وہ مشہور مدح سران شیعہ تھے ، لیکن ان کے سامعین زیادہ تر سنی تھے۔ اگرچہ بعض اوقات ان میں سے کچھ تعریف کرنے والوں نے انکی کارکروگی کے دوران خلفاء کے سامنے منہ کھول دیا جس سے کچھ سنی ناراض ہوئے اور احتجاج کیا لیکن عام طور پر مختلف شعبہ ہائے زندگی اور مختلف مذاہب کے لوگ ان کے گرد جمع ہوئے اور انہوں نے ان کی نظمیں اور تقریریں سنیں۔

بارہ امام کے نام سے خطبہ دینے کی درخواست: عزاداری ، اور شاعری اہل بیت علیہم السلام پر تمرکز کے ساتھ اور فضائل اور مصائب کو بیان کرنا۔ خاندان پیغمبرؐ ، خاص طور پر امام حسینؑ کاذکر تیموری حکومت میں انجام پایا ، یہاں تک کہ آخری تیموری سلطان نے حسینی کا لقب پایا اور اہل بیتؑ سادات اور علوی مزارات کے لیے خدمت کو قبول کیا ، خاص طور پر امام رضا علیہ السلام کے مزار کو ایک بے مثال تاریخی حیثیت دی ۔ شیعہ مقررین نے مطالبہ کیا کہ نماز جمعہ کے خطبات اور تقریروں کو تبدیل کیا جائے اور خلفاء کے ناموں کے بجائے امام معصومین علیہم السلام کے نام لیے جائیں۔

ان کی بے مثال خدمات کی سیاسی اور سماجی صلاحیت کو اچھی طرح سے ظاہر کرتی ہے۔ وہ گروہ جو کسی زمانے میں اپنے گھروں

میں خفیہ طور پر بھی ماتم کرنے کے قابل نہیں تھا، انھوں نے تیموری دور کے اختتام پر منبر کو اپنے خطبات اور ثقافتی سرگرمیوں کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرتا تھا۔

فصل سوم

برصغیر اور جنوب مشرقی ایشیا میں امام حسینؑ کی عزاداری

سنی علماء فارسی کے ترجمہ اور اشاعت سے خود کو مطمئن نہیں کر پاتے تھے لہٰذا بعض سنی علماء جو ابو حنیفہ کے پیروکاروں میں سے تھے ۱۱۶۱ ھ میں سید الشہداء علیہ السلام کے مقتل کو لکھا اور اسے قرا العین فی البکاء علی الحسین رکھا۔ سوگواری صرف شیعوں کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ سنی بھی امام حسین علیہ السلام پر آنسو بہاتے ہیں۔ انہوں نے بھی امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے کو اجر وثواب قرار دیا۔

شہداء علیہم السلام کی عزاداری برصغیر کے مختلف حصوں میں ہوتی ہے ۔ ہندوستان اور پاکستان کے شیعہ اور سنی مجالس عزا برپا کرتے ہیں ، حیدرآباد دکن، لکھنؤ ، دہلی ، ممبئی، کوئٹہ ، لاہور ، کراچی، پاراچنار ، اور دیگر مسلم قصبوں اور دیہاتوں میں منتیں مانگتے اور نذر کا اہتمام کرتے ہیں۔ فارسی بولنے والے شعراء ،جنہوں نے ہندوستان کے تیموری دور میں وسطی ایشیا ، افغانستان اور ایران سے اس سرزمین پر ہجرت کی ، انہوں نے عاشورا میں گریہ وبکا کی مجالس کو برقرار رکھا۔ برصغیر کے کچھ حصوں میں نہ صرف سنی بلکہ ہندو اور دیگر غیر مسلم فرقے بھی محرّم کے پہلے عشرے میں عاشورا اور مجالس میں شریک ہوتے ہیں۔ محرّم کی آمد کے ساتھ ہی لوگ کالے کپڑے پہنتے ہیں اور

ماتم کرتے اور ترکِ لذت کرتے ہیں ، کربلا کے شہداء کی یاد میں غریبوں کو ٹھنڈا پانی اور شربت پلاتے ہیں ، اور روزانہ نذر و نیاز کا اہتمام کرتے ہیں ۔ حسینیہ کی تعمیر وآہک پاشی کرتے ہیں۔ امام حسینؑ کے مصائب کو فارسی ، اردو اور دیگر مقامی زبانوں میں پڑھتے ہیں ، اور لوگ آنسو بہاتے ہیں اور ماتم کرتے ہیں۔ اور محرم کے پہلے عشرے کے ایام میں کربلا کے الگ الگ شہیدوں کا ذکر مخصوص انداز میں کرتے ہیں۔

برصغیر کے تین ممالک، ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش تقسیم ہونے کے بعد بھی تینوں ممالک میں سوگواری کا سلسلہ جاری رہا۔ ہندوستان میں ، اگرچہ مسلمان ، خاص طور پر اہل بیت علیہم السلام کے پیروکار، اقلیت میں ہیں اور حکومتی نظام سرکاری طور پر مذہب سے الگ ہے پھر بھی عاشورا کو سرکاری چھٹی ہوتی ہے۔[۹۸]

برصغیر کی آزادی کے رہنماؤں کی تقریریں بھی اچھی طرح سے ظاہر کرتی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کا پیغام اور ان کی شہادت کا فلسفہ نہ صرف سنیوں بلکہ ہندوؤں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ ہندوستان کی آزادی کے رہنما مہاتما گاندھی نے کہا: "میں ہندوستان کے لوگوں

---

۹۸ علی اصغر حکمت ، سرزمین ہند ، صفحہ ۲۵۲
مجتبی عکری ، حیدرآباد دکن کی تاریخ پر ایک نظر ، صفحہ ۸۳-۷۴۔

کے لیے کوئی نئی چیز نہیں لایا ہوں ، میں نے صرف ہندوستان کے لوگوں کے سامنے کربلا کے ہیرو کی تاریخ پر اپنی تحقیق کا نتیجہ پیش کیا ہے۔ اگر ہم ہندوستان کو بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں حسین بن علی علیہما السلام کے راستے پر چلنا ہوگا۔"[99] جواہر لعل نہرو ، آزادی کے بعد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم نے بھی امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان کی شہادت کو ایک سانحہ کے طور پر ذکر کیا ہے جسے ہر سال محرم کے مہینے میں مسلمانوں بالخصوص شیعوں کی طرف سے سوگ کے طور پر منایا جاتا ہے۔[100]

پاکستان میں سنی رہنماؤں میں عظیم اسلامی مصلح علامہ محمد اقبال لاہوری (۱۹۳۸-۱۸۷۷) نے محرم اور امام حسینؑ کے غم کو زندہ رکھنے کی اہمیت پر زیادہ توجہ دی اور اپنی نظم ونثر کے ذریعے اس مسئلے پر کافی زور دیا۔ اپنے پورے شعری مجموعے میں ،اس نے امام حسینؑ اور ان کی سچائی سے محبت اور ان کی پیروی کرنے اور ان کی آزادی کے درس کا تذکرہ کیا اور آخر میں کہا نہ صرف آزادی بلکہ ہم نے قرآن کا راز امام حسینؑ سے سیکھا ۔

[99] محمد اکبر زادہ ، حسینؑ ، انسانوں کا رہنما ، صفحہ ۱۰۔

[100] جواہر لال نہرو ، تاریخ عالم پر ایک نظر ، ج ۱ ، ص ۲۹۸

افغانستان کے سنی اور شہدائے کربلا علیہم السلام کے لیے سوگ

تیموریوں کے زوال کے بعد، خراسان عملی طور پر تین حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ شمالی حصہ کچھ عرصے تک شیبانیوں کے ہاتھ میں رہا، مشرقی حصے پر بتدریج ظاہر الدین بابر مرزا نے قبضہ کر لیا، جو تیموریوں کی اولاد میں سے ہے، اور مغربی حصہ صفویوں کے ماتحت تھا۔

تاریخی دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ شیبانیوں کے اہل بیتؑ کی ثقافت کے خلاف تعصب اور جبر کے باوجود خراسان کے سنی شہروں اور اس کے مختلف علاقوں میں اہل بیت رسول ﷺ سے وفاداری کا ثبوت دیتے رہے اور عاشورا کو ادبی مجالس کا انعقاد کرتے رہے۔ جیسا کہ اس کی کچھ اسی طرح کی رسومات جیسے پندرہ شعبان اور اٹھائیسویں صفر سنیوں میں خاص اہمیت کی حامل تھی۔[101]

مشرقی افغانستان میں ، جو بنیادی طور پر سنیوں اور جماعتوں کا مرکز ہے ، جب بھی حکومت نے لوگوں کو نسبتا آزادی دی ہے اور سازگار ماحول فراہم کیا ہے ، انہوں نے امام حسین علیہ السلام کا ماتم کیا ہے۔ ان مجالس میں صوبہ ننگرہار کے دارالحکومت جلال آباد میں منعقد ہونے والے اجتماعات قابل ذکر ہیں۔

[101] عبدالحیی، تاریخ افغانستان پس از اسلام، تہران، کتاب جہان، ۱۳۶۰، ص ۲۶۱

جلال آباد (مشرقی افغانستان کا ایک شہر جس میں زیادہ تر سنی ہے اور معزز پشتون لوگوں کے اہم مراکز میں سے ایک ہے) معزز لوگوں نے عاشورا کے دنوں میں وہاں ایک شاندار مجلس منعقد کی۔ ۱۳۴۷ سے لے کر کمیونسٹ یلغار (۱۹۷۹) سے کئی سال پہلے تک، یہ مجالس جاری رہیں اور معزز بھائیوں کے تمام مشرقی صوبوں سے ، بشمول علماء ، دارالحفاظ اور طلباء اور تمام ثقافت سے محبت کرنے والے اور اتحاد سے محبت کرنے والے لوگ موجود رہتے تھے اور ایک بہت بڑا ہجوم ہوتا تھا جن میں سے اکثر سنی ہوتے تھے۔"[۱۰۲]

کابل میں ، مزار ، جسے مزار سخی کہا جاتا ہے ، مختلف مواقع پر شیعہ اور سنی دونوں لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ افغانستان کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ سخی شاہ اولیا حضرت علیؑ کے تخت پر بیٹھے تھے۔ اور انھیں نوروز کے دن خلافت ملی اسی وجہ سے افغانستان کے لوگ نوروز کو مبارک موقع سمجھتے ہیں اور اسے عید کے طور پر مناتے ہیں۔"[۱۰۳]

---

[۱۰۲] محمد سرور رجا، "احیا گر شیعہ در افغانستان" قم، ۱۳۸۲، ص ۱۵۸/ ۱۷۳

[۱۰۳] محمد سرور رجا، "احیا گر شیعہ در افغانستان، ص ۷۰ - ۶۹

سنی کردوں کی شہدائے کربلا علیہم السلام کے لیے عزاداری

دسویں صدی میں صفویوں کے اقتدار میں آنے کے بعد جو چند قبائل اپنے مذہب کے بعد باقی رہے ان میں سے ایک کرد لوگ ہیں، جو آج ایران کے مغربی صوبوں میں رہتے ہیں، بنیادی طور پر کردستان میں۔ یہ نسلی گروہ ، جس میں سنیوں کی اکثریت ہے ، شمالی ایران ، مشرقی ترکی اور شمالی شام میں بھی مذکورہ فرقے کی نمایاں آبادی ہے۔

کردوں میں مختلف مذاہب ہیں ان کی ایک چھوٹی سی جماعت شیعہ بھی ہے اور ان میں سے بیشتر سنی اور شافعی مذہب کی پیروی کرتے ہیں اور کردی بولتے ہیں ، جو فارسی نسل کی ایک بولی ہے۔ بہت سے سادات حسنی اور حسینی، کردوں کے درمیان رہتے ہیں۔ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام سمیت پیغمبر ﷺ کے اہل بیتؑ سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کیے اور اپنے سنی مذہب کے باوجود محرم میں عاشورا اور ماتم کے ساتھ وابستہ رہے۔ کرد لوگ بھی پیغمبر خداؐ اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے محبت اور امام حسینؑ کے لیے گریہ و زاری میں کی اپنی آپ مثال رکھتے ہیں۔

شام کے شہروں میں سے ایک حلب میں "مشہد الحسین" کے نام سے ایک مزار ہے اور اوقاف کی جانب سے رقم مختص کی جاتی ہے جس سے عاشورا کے دن تبرک بنا کر لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔[104]

خلیج فارس اور دیگر عرب ممالک خصوصا اردن اور فلسطین کے سنی علاقوں میں ، اگرچہ لوگ محرم اور عاشورا کا ماتم عراق ، لبنان اور بحرین کے شیعوں کی طرح نہیں کرتے ، لیکن عاشورا کے دن وہ خاص کھانا پکاتے ہیں اور کھلاتے ہیں۔ اس دن وہ خوشی منانے سے گریز کرتے ہیں اور کبھی کبھار سنیوں کی ایک چھوٹی سی تعداد ، جو مساجد یا شیعہ عاشورخانوں اور حسینیہ کے قریب رہتے ہیں مجالس عزا برپا کرتے ہیں۔ سلطنت عثمانیہ میں سنی تصوف کے فرقوں میں سے ایک ، جو ایشیا مائنر اور بلقان میں دوسرے فرقوں اور سنی لوگوں کے مقابلے میں پیغمبر ﷺ کے خاندان سے زیادہ عقیدت رکھتا ہے وہ بکتاشی فرقہ ہے۔ امام حسینؑ کے لیے ماتم اور اپنے گھروں میں خفیہ طور پر ملاقاتیں کرتے ہیں اور وہ عراق اور ایران کے ساتھ بھی اپنے تعلقات

[104] سید صالح شہرستانی تاریخ النیاحۃ علی الامام الشہید الحسین بن علی علیہم السلام ، جلد ۲، ص ۷ ۴ / ص ۴۹۔

کو برقرار رکھتے ہیں اور زیارت عتبات عالیہ سے مشرف ہونے کی کوشش کرتے ہیں [105]

بکتاشی شعراء کے کچھ اشعار جو ابھی بھی باقی ہیں جو کہ عاشورا کے واقعہ اور اہل بیت علیہم السلام میں خصوصا امام حسین علیہ السلام پر ان کے عقیدے کو واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں۔

عزاداری حضرت امام حسین علیہ السلام دنیا کے ہر گوشہ میں

۱) عراق: عراق میں عباسی دور حکومت میں مامون کے دور میں اور خاص طور پر آل بویہ کے دور میں ماتم عروج پر تھا۔ اس کے بعد حکمرانوں کے رویے کے مطابق ہر سال عاشورا اور محرم کی مجالس منعقد ہوتی تھیں، خاص طور پر کربلا میں، جہاں ایک خاص شبیہ کے ساتھ ماتمی وفود کی آمد سے ایک اور جوش و خروش پیدا ہوتا ہے اور بعض علماء بھی ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ سید محمد مہدی بحر العلوم جو مجلس میں سوگواروں کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔[106]

[105] سید صالح شہرستانی تاریخ النیاحۃ علی الامام الشہید الحسین بن علی علیہم السلام ج ۲، ص ۶۴۔

[106] سید صالح شہرستانی تاریخ النیاحۃ علی الامام الشہید الحسین بن علیؑ ج ۲، ص ۴۶۔

۲) شام: اس حقیقت کی وجہ سے کہ دمشق اموی خلافت کا مرکز تھا اور وہاں کے لوگ عام طور پر اموی کہلاتے تھے، پہلے تو مجالس کم منعقد ہوا کرتی تھیں، لیکن بعد میں لبنان سے قربت کی وجہ سے، جہاں شیعہ ہیں اور شام میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور حضرت رقیہؑ (حضرت سکینہؑ) کے مزارات سے بھی امام حسین علیہ السلام کے ماتم کو ایک خاص جذبہ ملا اور آج بھی وہی جذبہ ہے، بلاشبہ ہمدانی دور میں صورتحال بہت بہتر بتائی جاتی ہے۔[107]

۳) لبنان: لبنان میں شیعیت کی تاریخ ابوذر غفاری کے زمانے سے ہے۔ آج لبنان کے اکثر لوگ شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں، لیکن امویوں کے دور میں وہ شدید دباؤ میں تھے۔ رفتہ رفتہ، سماجی و سیاسی خلا کھلنے کے ساتھ ہی عزاداری بھی عروج پر پہنچ گئی اور آج وہاں بہت اچھا سوگ منایا جاتا ہے، خاص طور پر جبل عامل کے علاقوں میں، جن کی اس حوالے سے ایک طویل تاریخ ہے۔

۴) افغانستان: افغانستان میں ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں خاص طور پر مرکزی علاقوں میں جہاں شیعہ رہتے ہیں (ہزارستان علاقہ) اور مزار

[107] سید صالح شہرستانی تاریخ النیاحۃ علی الامام الشہید الحسین بن علیؑ ج ۲، ص ۴۸

شریف شہر میں مجالس عزا (شمالی ملک) اچھی طرح سے منعقد ہوتی ہیں۔[108]

۵) بحرین: بحرین میں، یوم عاشورا بازاروں کو بند کر دیا جاتا ہے اور حسینیہ میں کثرت سے مجالس منعقد ہوتی ہیں۔[109]

۶) ہندوستان: ہندوستان میں ماتم کی تاریخ غزنوی سلطان محمود کی فتح سے پہلے کی ہے۔ ہندوستان میں عاشورا کو سرکاری تعطیل ہوتی ہے، شیعہ اور سنی اور یہاں تک کہ دیگر فرقوں کو ماننے والے بھی محرم کے دنوں میں امام بارگاہ (حسینیہ) میں جمع ہوتے ہیں، اور گریہ و زاری کرتے ہیں۔ ہندوستانیوں کی جذبہ عزاداری بے مثال ہے کہ یہ سلسلہ آٹھ ربیع الاول تک جاری رہتا ہے۔

۷) پاکستان: پاکستان میں عاشورا کو سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ پاکستان کی آزادی میں عاشورا کا خاص اثر تھا۔ علامہ اقبال لاہوری نے بھی امام حسینؑ اور کربلا کے بارے میں اشعار لکھے اور پاکستان کی آزادی کو اس کا مرہون

[108] مجموعہ مقالات دومین کنگرہ بین المللی امام خمینی (ع) در فرہنگ عاشورا، دفتر دوم، تہران، دفتر تنظیم و نشر آثار امام خمینی (ع)، چ ا، ۱۳۷۶، دفتر دوم ص ۱۱۲-۱۱۱۔

[109] حسن الامین، دائرہ المعارف الاسلامیہ الشیعہ، سوریہ، دار التعارف للمطبوعات، چ ا، ۱۳۱۶ ق، ج ۳، ص ۱۱۹

منت بتایا۔ پاکستان میں بھی عزاداری کا سلسلہ آٹھ ربیع الاول تک جاری رہتا ہے۔

۸) بنگلہ دیش: بنگلہ دیش میں امام بارگاہ بھی ماتم کا مرکز ہے اور عاشورا کے بارے میں لوگوں کے جذبات ان کے ادب میں بھی جھلکتے ہیں۔

۹) انڈونیشیا: انڈونیشیا میں، جہاں اسلام کو شیعوں اور سادات کے ایک گروہ نے متعارف کرایا تھا، محرم کے مہینے کو "سورہ" کہا جاتا ہے اور اسے بہترین طریقے سے منایا جاتا ہے۔

۱۰) فلپائن: فلپائن میں عاشورہ شاندار طریقے سے منایا جاتا ہے۔ ۱۳۱۰ھ میں امام صادق علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ تبلیغ کے لیے عراق سے سماٹرا میں داخل ہوئے۔ نیز پندرھویں صدی کے اوائل میں سادات میں سے ایک ملاکہ گیا اور وہاں کے حاکم کی بیٹی سے شادی کی اور ان کی اولاد نے وہاں چار صدیوں تک حکومت کی۔

۱۱) تھائی لینڈ: تھائی لینڈ میں، جہاں اسلام اور شیعہ مذہب کو شیخ احمد نامی قم کے تاجر نے متعارف کرایا تھا، ہر سال عاشورا کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ جمہوریہ آذربائیجان میں بھی عاشورا منایا جاتا ہے جہاں کی ۷۰% آبادی شیعہ

ہے، مشرقی افریقہ، برونڈی، الجزائر، کینیڈا، امریکہ اور البانیہ میں بھی شیعوں کی بڑی تعداد رہتی ہے جو کثرت سے مجالس منعقد کرتی ہے۔"[۱۰]

مطالعہ کا ماحصل

الحمدللہ کتاب ہذا میں موجود تمام دلایل و براہین سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر رونا، گریہ کرنا آنسو بہانا مغموم ہونا حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے اور شہادت کے بعد ثابت ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ غم حضرت امام حسینؑ ساری کائنات کا غم ہے اور قیامت تک اہلِ بیتِ اطہار علیہم السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام وشہدائے کربلاؑ پر یزیدیوں کے ظلم وستم پر آنسو بہائے جائینگے۔ جس جس کو اہلِ بیتِ اطہارؑ محبت ہوگی وہ ضرور غم کرے گا اور اس غم کی شدّت سے جو انسان میں ظلم کے خلاف نفرت پیدا ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ باطل یزیدی طاقت سے ٹکرانے کا عزم پیدا ہوگا اور وہ جذبہ جو غم حضرت امام حسین علیہ السلام سے حاصل ہوا تھا فکرِ حسینی میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور یہی حقیقی بیداری کہلائے گی۔

السَّلامُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَ عَلیٰ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ
وَ عَلیٰ اَوْلادِ الْحُسَیْنِ وَ عَلیٰ اَصْحابِ الْحُسَیْنِ
وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين
۲۲/ماہ رمضان المبارک ۱۴۴۳ ہجری

---

[۱۰] دائرہ المعارف الاسلامیہ الشیعہ، سوریہ، دار التعارف، ج۳، ص ۳۵۷۔

منابع و مآخذ

۱ - قرآن مجید

۲- امام ترمذی جامع ترمذی - ناشر : اسلامی کتب خانه لاهور ۲۰۱۵ء

۳- أحمد بن حنبل-المسند-فضائل الصحابة - ناشر : دار الكتب العلمية بيروت ۲۰۰۸

۴- طبری - ابوجعفر محمد بن جریر - تاریخ الطبری - تحقیق ابوالفضل ابراهیم، بیروت، ناشر درالتراث

۵- ابن اثیر - علی بن محمد- الکامل - ترجمه ۱۹۹۱ سید حسین روحانی

۶- خوارزمی - حافظ ابوالمؤید - مقتل خوارزمی

۷ - نیشاپوری- ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم- مستدرک علی الصحیحین - الناشر: دار المعرفة- بیروت - لبنان

۸- المقرم-سیدعبد الرزاق-مقتل المقرم - مقتل الحسینؑ، ترجمه: محمد مهدی عزیز الهی کرمانی، قم، نوید اسلام، ۱۳۸۱ش

۹ - ابن عساکر- علی بن الحسن بن هبة الله، أبو القاسم، ثقة الدين ابن عساكر الدمشقی-تاريخ مدينة دمشق الناشر: دار الفكر سنة النشر: ۱۴۱۵ - دمشق

۱۰- الهيثمی- نور الدين علی بن أبی بكر مجمع الزوائد- الناشر : دار الفكر، بيروت - ۱۴۱۲ هـ

۱۱- سبط ابن جوزی، تذكرة الخواص، تحقيق بحرالعلوم، تهران، نينوا

۱۲- احمد بن ابی یعقوب -- تاریخ یعقوبی- دارالصادر- بیروت

۱۳- ابن حجر العسقلانی- أحمد بن علی بن محمد الكنانی العسقلانی الناشر، المعارف -ايران- سن نشر: ۱۳۲۷

۱۴-ابن كثير- إسماعيل بن عمر - البداية والنهاية - نشر دار المعارف فی بيروت - سنة ۱۴۰۸ هـ

۱۵- خطیب بغدادی-أحمد بن علی - تاريخ بغداد- الناشر :دار الكتب العلمية - بيروت; الطبعة: الأولى، ۱۴۱۷هـ

۱۶- علی بن ابراهیم-سیرت حلبية- طبع دار المعرفه بيروت - خطیب بغدادی-أحمد بن علی - تاريخ بغداد- الناشر :دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الأولى، ۱۴۱۷هـ

۱۷- حنبل - ابی عبدالله احمد - فضائل الصحابة

۱۸- الشهرستانی-السید صالح -تاریخ النیاحة علی الامام الشهید الحسینّ بن علیٌ- تحقیق نبیل رضا علوان- بیروت، دارالزهرا، ۱۴۱۶ ق

۱۹- اصفهانی- ابوالفرج- الاغانی- بیروت، داراحیاء التراث العربی

۲۰- همدانی -علّامه سیّد محمّد باقر قره باقی - کنز المطالب

۲۱- معین‌الدین محمد اسفزاری ، روضات الجنات فی اوصاف مدینه هرات

۲۲- قندوزی- شیخ سلیمان- ینابیع المودة - ناشر- دار الأسوة للطباعة ونشر- طبع أولی- نشر- ۱۴۱۶ه

۲۳- سیوطی-جلال الدین- تاریخ الخلفاء-دار الکتب العلمیة- بیروت- تأریخ نشر۱۹۸۸

۲۴- هیتمی -ابن حجر - الصواعق المحرقه

۲۵- البَلَاذُری - أحمد بن یحیی بن جابر بن داود- انساب الاشراف

۲۶- شیخ صدوق، امالی- چاپ اول، الناشر:تحقیق قسم الدراسات الاسلامیة- مؤسسة البعثة-قم،۱۴۱۷ ه. ق

۲۷- العاملی- الشیخ الحر- وسائل الشیعة -قم - مؤسسه آل البیت - ۱۴۰۹ق

۲۸- مجلسی - محمد باقر- بحار الأنوار- ناشر-مؤسّسة الوفاء- طبع الرابعة- ۱۴۰۴ه - بیروت - لبنان

۲۹- محدث نوری- میرزا حسین - مستدرک الوسائل

۳۰- بروجردی- سید ابراهیم ، تفسیر جامع

۳۱- الشوشتری-الشهید القاضی نور الله- احقاق الحق-الناشر المکتبة الاسلامیة -سنة ۱۳۹۶ هـ ق.

۳۲- قمی-شیخ عباس-سفینه البحار- دار الاسوه للطباعه و النشر- قم-چاپ اول، ۱۴۱۴ق

۳۳- تهرانی-آقا بزرگ-الذریعه الی تصانیف الشیعه- بیروت- دارالاضواء

۳۴- مکرمی- مجتبی ، نگاهی به تاریخ حیدرآباد دکن، تهران، دفتر مطالعات سیاسی و بین‌المللی، ۱۳۷۲ش

۳۵- ناصری -عبدالمجید - عزاداری از دیدگاه اهل سنّت- قم-معرفت سامنه نشریات-۱۳۸۹ش

۳۶- رجا- محمد سرور-احیاگر شیعه در افغانستان- قم- ۱۳۸۲ش

۳۷ - نگارنده-تشیع در خراسان در عهد تیموریان-مشهد- آستان قدس رضوی- ۱۳۷۸

۳۸- حکمت - علی‌اصغر - سرزمین هند- تهران-دانشگاه- ۱۳۳۷

۳۹- نهرو - جواهر لعل - نگاهی به تاریخ جهان، ترجمه محمود تفضلی- تهران، امیرکبیر، ۱۳۵۸ش

****

ناشر

نمایندگی جامعۃ المصطفیٰ - دہلی نو، ہند